لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

پوری زندگی عبادت

اسلام کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ وہ ہمارے تمام کاموں کو عبادت بنانا چاہتا ہے۔ اسلام کے متعلق یہ سمجھنا کہ صرف مسجد میں محدود ہے۔ صحیح نہیں، اسلام تو جس طرح مسجد میں ہے، اسی طرح معرکۂ کارزار میں، اسی طرح بازار میں، اسی طرح دفتر میں اور اسی طرح کارخانہ میں، ہماری زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جسے ہم اسلام سے باہر سمجھ سکیں، یہ دین و دنیا کی تفریق ہی غلط ہے۔ جس طرح مسجد میں نماز پڑھنا عبادت ہے اسی طرح دفتر میں خلوص نیت سے حکومت کے کسی کام کو انجام دینا بھی عبادت ہے۔ ایک مسلمان اسلامی حکومت کا عامل ہو کر اپنی دیانت اور امانت کو قائم رکھ کر ہر وقت ہی عبادت میں رہ سکتا ہے بشرطیکہ اس کی نیت میں اخلاص ہو۔ ایک مجاہد سرحد پر پہرہ دے کر اسی طرح ثواب حاصل کر سکتا ہے، جس طرح ایک نمازی نفل پڑھ کر، بلکہ بعض اوقات مجاہد اس نفل پڑھنے والے سے بھی بڑھ جاتا ہے..... عبادت صرف نماز روزہ ہی نہیں بلکہ اللہ ہی کی رضا جوئی کے لیے جملہ خدمات کو انجام دینا عبادت ہے۔ اسلام تو مسلمان کو ہر وقت عبادت کے اندر ہی رکھنا چاہتا ہے۔ اس دین سے زیادہ محبوب و محترم کون سا دین ہو سکتا ہے۔ جو اپنے پیرووں کی پوری زندگی کو عبادت گذار زندگی بنانا چاہتا ہے۔ اور اپنے پاس ان کی زندگی کے سارے مسائل کے لیے قابل ہدایت روشنی رکھتا ہو۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ — ماخوذ از سلوک سلیمانی

۲۵/ اکتوبر ۱۹۹۳ء | سالانہ ستر روپیے | فی شمارہ تین روپیے

Regd. No. LW/NP56

Office : 185518
Princi.: 72336
G.House: 73864

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW (India) 226007

نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ کی بہترین دوا
لیبل پر ڈرگ لائسنس نمبر U-18/77 اور کیپ سول پر ⊖ مارکہ ضرور دیکھیں انڈین کیمیکل کمپنی کی کہیں کوئی برانچ نہیں ہے دھوکہ نہ کھائیں۔ مئو کا بنا اصلی نورانی تیل مئو کا پتہ دیکھ کر خریدیں۔
INDIAN CHEMICAL MAU,N.B. 275101

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش سونے چاندی کے زیورات کے لیے ہمارا نیا شوروم
گہنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں۔ حاجی محمد فہیم خاں۔ محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ
فون نمبر: - ۲۶۷۹۱۰ ---------- 267915

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبودار عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے روغنیات و عرق کیوڑہ۔ عرق گلاب و دیگر عرقیات کی ایک قابلِ اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں۔
خط و کتابت کا پتہ
اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس چوک لکھنؤ
اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس چوک لکھنؤ
عطر حنا | عطر شمامہ
IZHAR AHMAD & SONS PERFUMERS
TRADE MARK
IZHAR AHMAD & SONS PERFUMERS
CHOWK-LUCKNOW. 226003

عربی | اردو | ہندی | انگریزی | کمپیوٹر | ...
اعلیٰ اور معیاری طباعت کا ایک اہم مرکز
فون: ۲۳۳۶۸۵
آزاد پرنٹنگ پریس
۲۷، مجوب بلڈنگ نظیر آباد لکھنؤ

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے وابستہ نام — سلیمان عثمان
چند خاص مصنوعات: افلاطون، ڈرائی فروٹ برفی، ڈرائی ...، انجیر پاک، اخروٹ پاک، انڈا پاک، بادام کا زعفرانی حلوہ، بادامی حلوہ، سوہن حلوہ، بادامی سوہن حلوہ، ... کاجو رول، ... کیک ... اس کے علاوہ ... بسکٹ اور دیگر قسم کے بسکٹ ... خطائیاں۔
شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
۳۴۵۷۹۶۶، ۳۴۵۰۰۵۹ ... ۳۴۱۸۸۴۲
Fax: 009122-8341635 Telex: 011-79341 BARI IN

تقریر سیکھنے اور سکھانے والی اہم کتابیں
از قلم: - مولانا محمد کاظم صاحب ندوی
• تقریر کیسے کریں؟ اول 7/ دوم 9/ سوم 15/ چہارم 15/ پنجم 16/
• آسان تقریریں۔ اول 7/ دوم 15/ سوم 13/
• جدید معیاری تقریریں۔ اول 16/ دوم 17/
• جدید دینی تقریریں 7/
• بے نظیر تقریریں۔ 20/ تبلیغی و اصلاحی تقریریں 25/
• اسلامی مساوات۔ 2/ مولانا محمد علی جوہر کی ایک فکر انگیز تقریر 4/
نوٹ: - اپنے کسی بھی قریبی کتب فروش سے حاصل کریں یا ہمیں لکھیں
مکتبہ ایوب کاکوری لکھنؤ۔ ۲۲۷۱۰۷

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے آزاد پریس لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے لیے شائع کیا

تعمیرِ حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۳۰ | ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۳ء مطابق ۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ | شمارہ ۲۴

سرپرست

مولانا معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

مشاورت

مولانا ندر حفیظ ندوی، مولانا محمود الازہار ندوی
مولانا سلمان حسینی ندوی، مولانا محمد خالد ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی، مولانا محمد رضوان ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید

خط و کتابت و منی آرڈر کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳
ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 (یوپی)

زرِ تعاون ملکی

سالانہ ستر روپے
فی شمارہ ۳/۰۰

بیرون ملک فضائی ڈاک

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک
۲۵ ڈالر

بیرون ملک بحری ڈاک

بحری ڈاک جملہ ۱۰ ڈالر

نوٹ:-
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں، اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

○

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہوچکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچے تو سالانہ چندہ مبلغ ۷۰/ روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں

چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں
نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں جس نام و پتہ پر تعمیر حیات جاتا ہے اس کی صراحت منی آرڈر کوپن پر ضرور کریں
اور اگر جدید خریدار ہیں تو بھی صراحت ضروری ہے

ادارىہ — ع — ح — ن

جمہوریت آئینۂ ایام میں

پاکستان میں اسلام اور دین کا نام لینے والوں کو حکومت کے قریب پھٹکنے نہیں دیا گیا، ۶۰ فیصد باشندوں نے اسی میں عافیت سمجھی کہ حق رائے دہندگی کا استعمال ہی نہ کریں، ۴۰ فیصد باشندوں نے ووٹ ڈالے ان میں ۵۶ فیصد والے ناکام اور ۴۴ فیصد رائے دینے والے "ساغر بدست و مینا بدوش" قصر حکومت میں داد عیش دینے کے مستحق قرار پائے، اور ان ۴۴ فیصد میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اپنے جاگیرداروں (وڈیروں) کے حکم پر اس طرح چلتے ہیں جیسے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ ہوں، اسی کا نام جمہوریت ہے۔

الجزائر میں ۸۸ فیصد باشندے جن کے حق میں ہیں ان کے لیے جیل، پھانسی کے پھندے اور ان کا لقب "دہشت گرد" قرار پایا فرنگی اقتدار کے تربیت یافتہ مغربی تہذیب کے دلدادہ اور دین و اخلاق سے بیگانہ سیاست داں جمہوریت کے محافظ ہیں، شعبی (عوامی) و جمہوری (جمہوریت پسند) وہی لوگ ہیں جن کے ساتھ قوم نہیں، قوم پر قابض جتھہ ہے۔

جمہوریت کا یہ دوسرا رخ ہے۔

مصر میں پھر دار و رسن کی آزمائش شروع ہوگئی ہے۔ "انتہا پسند" اور "دہشت گرد" جن جن کو قتل کیے جا رہے ہیں کیونکہ انھوں نے عوام کے دل و دماغ پر قبضہ کر رکھا ہے۔ مذہب کے نعرے سے مسحور کر رکھا ہے۔ مگر پھر بھی مصر کو "الجمہوریۃ المصریۃ" کہا جائے گا کیونکہ یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ عوام کیا چاہتے ہیں۔ بلکہ یہ مصلحت پیش نظر رہے گی کہ عوام کو چلانے والوں کو "اوپر" سے کیا اشارے ملتے ہیں۔

جمہوریت کا ایک رخ یہ بھی دیکھ لیجیے۔

"لیبیا" میں تاش کے سبز پتوں کو جو صحیفۂ آسمانی سے زیادہ مقدس نہ مانے اس کے لیے جلا وطنی اور پھانسی معمولی سزا ہے، عوام جہاں "انعام" (چوپایوں) سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے وہاں کی حکومت کا نام آپ نے سنا ہے؟ "جمہوریہ" نہیں "جماہیریہ" مزدوروں اور خاک نشینوں اور معاشی لحاظ سے جفاکش اور غریب لوگوں کی حکومت۔

جہاں کے اصل باشندے اور جن کی اکثریت کو کچلا جائے وہ جمہوریت ہے اور جہاں ان کو جانوروں سے زیادہ ذلیل کر کے رکھا جائے وہ "جماہیریہ" ہے۔

یہ ہے وقت کی عدالت، زمانہ کا فرمان، اور نیو ورلڈ آرڈر۔

ع تیغ منصف ہو جہاں دار و رسن ہوں شاہد — بے گنہ کون ہے اس شہر میں قاتل کے سوا؟

آپ مانیں یا نہ مانیں، پسند کریں یا دل ہی دل کڑھتے رہیے۔

پاکستان میں انتخابات کے نام سے ڈرامہ اسٹیج کیا گیا اس کے نتائج سے ان حلقوں میں مسرت و اطمینان کا اظہار کیا جارہا ہے جو خود اسلامی لوگ وقت کا سب سے بڑا فتنہ سمجھتے ہیں، اخبارات کے سطور اور بین السطور سے جس گروہ کی بالادستی کی تمنا جھلک رہی تھی وہ کامیاب رہا مسلمانوں کی پسپائی اور اسلام کی نام لیوا جماعتوں کی شکست تعجب کی بات نہیں ہے، یہودیوں کی عالمگیر سازش کا ایک رخ ہے۔ اس کی زد ایک جماعت پر نہیں ہے جس کی شکست سے اس کے حریف کو شماتت کا موقع ملے، کیونکہ کوئی بھی جماعت جس کا تعلق دور یا نزدیک سے اسلام سے ہوگا اس کا انجام یہی ہوتا ہے، "دہشت گردی" کی تحریف کا حلقہ پھیل رہا ہے اور اب جہاد اور اسلام کی بالادستی کا نعرہ لگانے والوں ہی تک نہیں بلکہ وقت کے سلمان رشدیوں کی مخالفت کرنے والا بھی اسی لقب سے نوازا جا رہا ہے۔

مصائب کی یورش آفات کا تسلسل

مولانا شمس الحق ندوی

ہماری آج کی دنیا میں جو بظاہر ترقی اور علم و فن کی دنیا ہے اکتشافات و ایجادات کی دنیا ہے۔ فن طب اور سرجری نے بھی قابل قیاس حدود کو پار کر لیا ہے مگر حیات انسانی کی حفاظت اور اس کی بقا ہر آن ہر لمحہ خطرے میں ہے۔ واقعات و حوادث کچھ اس طرح پیش آرہے ہیں کہ عقل انسانی حیران ہے۔

قحط سالی، سیلاب، سمندری طوفان کی ہلاکت خیزی، زلزلہ، سواریوں کی بھیانک ٹکر، جہازوں کا گرنا اور نہایت بے کسی کے عالم میں انسانی جانوں کا تلف ہو جانا، عمارتوں کا منہدم ہو جانا، مٹی کے تودوں اور پہاڑوں کی چٹانوں تلے دب کر مر جانا علاوہ ازیں قتل و غارتگری اور انسانی خون کی ارزانی ایسی عام ہوگئی ہے جیسے اب انسان کی کوئی قیمت ہی باقی نہیں رہ گئی ہے، وہ گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ مصائب کی یورش اور آفات کا یہ لامتناہی تسلسل کیوں ہے اس کے پیچھے کون سی طاقت کام کر رہی ہے اس پر ہم کبھی غور نہیں کرتے، جب کوئی واقعہ اور حادثہ پیش آتا ہے تو ہم اس کا سبب و علت بیان کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں اور اپنی پرانی روش پر قائم رہتے ہیں۔ مکان اس لیے گرا کہ بوسیدہ ہو گیا تھا، سواری اس لیے ٹکرائی کہ ڈرائیور کو نیند آگئی تھی، جہاز اس لیے گرا کہ کسی پرزے نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا، سمندر میں طوفان اس لیے آیا کہ ہوا کا دباؤ کم ہو گیا تھا، ریل اس لیے ٹکرائی کہ سگنل غلط دے دیا تھا، مریض اس لیے جانبر نہ ہو سکا کہ ساری ترقیوں کے باوجود مرض کی صحیح تشخیص نہ ہو سکی تھی یا بروقت طبی امداد نہیں پہنچ سکی تھی۔ ایک شخص تندرست و توانا تھا اچانک حالت بگڑی اور اس نے دم توڑ دیا ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ ان تمام واقعات کے پس پردہ کون سی طاقت کام کر رہی ہے؟ اس کا جواب سائنس دانوں کے پاس نہیں، علوم عصریہ کے لال بجھکڑوں کے پاس نہیں، اس کا جواب تو فقط علم نبوت کی روشنی میں مل سکتا ہے آیات قرآنی کی روشنی میں مل سکتا ہے لیکن ہم ان دونوں کی طرف رجوع نہیں کرتے بس ظاہری اسباب و علل بیان کر کے خاموش ہو رہتے ہیں اور زندگی کی گاڑی اپنی پرانی روش پر چلتی رہتی ہے ڈگمگاتی ہے جھٹکے کھاتی ہے لوگ گرتے اور مرتے رہتے ہیں مگر کسی کو یہ معلوم کرنے کی فکر نہیں ہوتی کہ گاڑی کا کون سا پرزہ ڈھیلا ہے جس سے جھٹکے لگ رہے ہیں اور لوگ گر اور مر رہے ہیں۔ حالات کی سنگینی اپنا آخری رول ادا کرنے کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے زندگی کی گاڑی اپنے ڈھیلے پرزوں کے ساتھ پوری برق رفتاری کے ساتھ دوڑ رہی ہے۔ نہیں کہا جا سکتا کہ کس لمحہ اور آن پوری گاڑی ٹوٹ کر چکنا چور ہو جائے گی۔ قیامت کا صور پھونکنے والا فرشتہ صور منہ سے لگائے کھڑا ہے نگاہیں اس کی آسمان کی طرف لگی ہیں کہ حکم ملے اور صور پھونک دے اور زندگی کی گاڑی کو ایسا جھٹکا لگے کہ سورج و ستارے زمین و آسمان پہاڑ دریا سب کو ہلا کر بلکہ توڑ کر اور گرا کر رکھ دے یا آگ کر دے اور —

"اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ"

جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب تارے جھڑ پڑیں گے اور جب دریا بہہ کر (ایک دوسرے میں) مل جائیں گے۔

"اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ"

جب سورج لپیٹ لیا جائے گا اور جب تارے بے نور ہو جائیں گے اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

کا منظر سامنے آجائے اور کہا جائے لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ہاتف غیبی آواز دے رہا ہے کہ تم اس کی طرف آجاؤ جس کے قبضہ میں یہ سب کچھ ہے تم اس کے بھیجے ہوئے رسولؐ نے زندگی کی تاریک راہوں میں چلنے کے لیے روشنی کا جو چراغ جلایا ہے اس کی روشنی میں چلنا شروع کر دو تمہاری گاڑی کے ڈھیلے پرزے درست ہو جائیں گے، گرنے اور ٹوٹنے کا خدشہ جاتا رہے گا

ہم یکسو ہو کر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہم جن بلاؤں میں گرفتار ہیں وہ ہماری اپنی لائی ہوئی بلائیں ہیں۔ خالق کائنات جو اس عالم رنگ و بو کا حقیقی مالک و فرمانروا ہے فرماتا ہے۔

"وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ"

تم پر جو مصیبت آتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی لائی ہوئی ہوتی ہے وہ تمہارے عمل کا نتیجہ ہوتی ہے (یہ بھی ایسی حالت میں ہے) کہ اللہ تعالیٰ بہت کچھ درگذر سے کام لیتا ہے۔

اس مالک حقیقی نے جہاں اپنی اطاعت و فرمانبرداری، اپنے حکموں کی بجا آوری اور اپنے رسول کی تعلیمات پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے

"وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا"

"اور جو چیز تم کو پیغمبرؐ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کر دیں (اس سے) باز رہو۔"

وہیں اس بات کی بھی تعلیم دی ہے کہ مجھ سے مانگو، سکھ دکھ میں مجھ کو پکارو، بھول چوک غلطی اور گناہ کے بعد میری طرف رجوع کرو، توبہ و استغفار کرو، معافی کے طلبگار بنو، مجھ سے عافیت مانگو، رزق میں کشادگی و خوشحالی مانگو میری پکڑ سے پناہ مانگو اس نے فرمایا میں اپنے اس بندے سے زیادہ خوش ہوتا ہوں جو مجھ سے عافیت طلب کرتا ہے، اس نے اپنا پتہ بتایا۔ اپنے رسولؐ کے ذریعہ کہلوایا۔

"وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ"

اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو کہ) میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک راستہ پائیں۔

وہ کتنا رحیم و کریم ہے کہ خود ہی اپنا پتہ بھی بتاتا ہے اور خود ہی مانگنے کا طریقہ بھی بتا رہا ہے۔ کہتا ہے کہ اس طرح مانگو۔

"رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت عطا فرما۔ اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ (البقرہ ۲۰۱)

کیا فی الدنیا حسنۃ میں دنیا کی ہر بھلائی صحت و عافیت، بلائے ناگہانی سے حفاظت، امراض و آفات، تنگیٔ رزق خوف دشمن، کاروبار میں برکت، عمل صالح کی توفیق ساری چیزیں نہیں آگئیں۔ بندوں کو اس پر غور کرنا چاہیے۔ دوسری جگہ دوسرے انداز سے بھول چوک کی معافی طلب کرنا اس طرح بتایا۔

"رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ"

اے ہمارے پروردگار ہم کو نہ پکڑ اگرچہ ہم بھول جائیں یا چوک جائیں، اے ہمارے پروردگار نہ رکھ ہم پر بوجھ جیسے تو نے ان لوگوں پر رکھا جو ہم سے پہلے تھے اور مت اٹھوا ہم سے وہ جس کی ہمیں طاقت نہیں اور معاف کر ہمیں اور بخش اور رحم کر ہم پر تو ہمارا سہارا ہے ہماری مدد کر ..... نہ ماننے والوں پر۔

"رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ" میں ناقابل برداشت بیماری مصیبت اور ظالموں کا ظلم آگیا۔ جب آقا یہ مانگنا خود سکھا رہا ہے تو پھر اس کی قبولیت میں کیا شک، لیکن بندہ یقین کے ساتھ سچے دل سے مانگے تو! ایک اور آیت میں اپنی اولاد و اہل کنبہ کی صلاح و فلاح اور آنکھوں کی ٹھنڈک مانگنے کا طریقہ اس طرح بتایا ہے۔

"رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا"

اے ہمارے پروردگار ہماری بیویوں اور اولاد سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کر اور ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

کیا آنکھوں کی ٹھنڈک میں اولاد کا صالح ہونا، نیک خو اور خوش اطوار ہونا ماں باپ کی نافرمانی سے بچنا اور خدمت گذاری کے لیے ہمہ وقت حاضر رہنا شامل نہیں لیکن کب اور کتنی بار ہم یہ دعا مانگتے ہیں لڑکوں کی سرکشی اور بے راہ روی کی شکایت تو ہم کرتے ہیں اور جگہ جگہ اس کا رونا روتے ہیں لیکن کیا کبھی اپنے آقا کے سکھائے ہوئے اس طریقہ کے مطابق اس سے مانگتے اور اس کے سامنے روتے ہیں پھر کاہے کا رونا روتے ہیں

ایک جگہ حضرت یوسفؑ کی زبان سے کہلوایا۔

"فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ"

باقی ص ۲

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

شریعت اسلامی مسلمان کے لیے دستور حیات ہے

ذیل کا مضمون حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کا وہ گرانقدر خطبۂ صدارت ہے جو اجلاس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، منعقدہ ۱۶ر۱۷ر اکتوبر ۱۹۹۳ء جے پور میں پڑھا گیا، پورا خطبہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

حضرات!

میں آپ سب حضرات کا خیر مقدم کرتے ہوئے جو ہندوستان میں امت مسلمہ اور شریعت اسلامی کے مختلف میدانوں میں اور مختلف سطح اور متفاوت درجات کے ساتھ نمائندگی کرتے ہیں اور توفیق الٰہی کے مطابق دین اور علم کی اشاعت اور شریعت کی حمایت اور دفاع میں مشغول ہیں، اپنے اس احساس و اعتراف اور تأثر کو چھپا نہیں سکتا کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ اجلاس عام صحیح وقت کے ساتھ ایک مناسب، موزوں اور تاریخی و دینی اور شرعی اہمیت کے حامل مقام (جے پور) میں ہو رہا ہے، اس لیے کہ اس تاریخی شہر کے کچھ فاصلہ پر وہ شہر (ٹونک) واقع ہے جس کو یہ شرف حاصل ہے کہ تیرہویں صدی ہجری کے وسط میں وہاں شہادت گاہ بالاکوٹ کے حامیانِ شریعت اور فدایانِ ملت کا وہ قافلہ منتقل ہوا، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے شہادت فی سبیل اللہ کے بجائے شہادت بالحق اور حمایت و اشاعت شریعت کی سعادت مقدر فرمائی تھی۔

میری مراد تیرہویں صدی ہجری کے مجدد اور مجاہد اعظم حضرت سید احمد شہیدؒ رائے بریلوی کے متعلقین اور افراد خاندان کا وہ مجموعہ ہے جو ان کے ہم رکاب اور ان کا ہم سفر تھا، نیز رفقائے سفر ہجرت و جہاد کے وہ عالی حوصلہ، قوی الایمان اور باحمیت افراد جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے شہادت جسمانی کے بجائے شہادت ایمانی و لسانی اور شرعی و دینی زندگی کا عملی نمونہ دکھانے اور اس کو برت کر بتانے کی سعادت اور امکان کو ترجیح دی تھی اور جو اس آیت کی تفسیر ہے:

"من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔"
(سورۃ الاحزاب۔ ۲۳)

"مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے خدا سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا، تو ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول) کو ذرا بھی نہیں بدلا۔"

یہ قافلہ ٹونک کے قوی الایمان صاحب حمیت و حمایت اسلامی، متشرع والی ریاست نواب وزیر الدولہ مرحوم (متوفی ۱۲۸۱ھ ۱۸۶۴ء) جو سید صاحب کے مرید با اخلاص اور محب باختصاص تھے کی دعوت ہی نہیں بلکہ اصرار اور خوشامد پر ٹونک منتقل ہوا، جس کا بحیثیت ریاست کے کچھ ہی عرصہ پہلے قیام ہوا تھا اور انہوں نے شہر کے جس حصہ میں قیام اختیار کیا اس کا نام ہی ان کی رعایت سے "قافلہ" پڑ گیا اور آج بھی وہ اسی نام سے مشہور ہے۔

ان بقیۃ السیف اور بقیۃ السلف مہاجرین و مجاہدین کی جنہوں نے ٹونک میں قیام اختیار کیا یہ خصوصیت تھی کہ وہ عقائد و فرائض و عبادات ہی نہیں، عادات و اخلاق و معاملات، شادی و غمی کی تقریبات اور روزمرہ کی زندگی میں متبع شریعت اور عامل بالسنت تھے اور ان رسوم و عادات سے جو غیر مسلموں کے اختلاط اور دین و شریعت سے ناواقفیت یا قدیم رسوم کی پابندی کی وجہ سے ہندوستان کے عام مسلمانوں میں رواج پکڑ چکی تھیں، اور انہوں نے اکثر مقامات پر شریعت کی جگہ لے لی تھی، نہ صرف محفوظ بلکہ بیزار و باغی تھے اور ان کی زندگی اپنے پورے لوازم و تنوعات کے ساتھ عہد سلف کی یاد تازہ کرتی تھی اور یہ نتیجہ تھا، حضرات شہیدین (حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ) کی صحبت و تربیت کا۔

پھر اس ریاست کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ وہاں روز اول سے ریاستوں کے الغاء و منسوخی کے آخری دن تک عدالتیں شریعت کے مطابق فیصلہ کرتی تھیں اور وہاں شرعی قانون ہی نافذ تھا، جس کی ترجمان و شارح اور اس کی تنفیذ و اجراء کا کام کرنے والے جید علماء، فقہاء و محدثین تھے۔

اس قرب مکانی اور قابل فخر جوار کا لحاظ کرتے اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبالؔ کا یہ شعر پڑھنا ہر طرح موزوں اور برمحل معلوم ہوتا ہے ؎

آگ بجھی ہوئی ادھر ٹوٹی ہوئی طناب ادھر
کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں

اس قرب مکانی اور اس پس منظر کے علاوہ یہ بھی اس اجلاس کے برمحل اور برموقع ہونے کی ایک دلیل اور فال نیک ہے کہ یہ اجلاس پہلی مرتبہ اس سرزمین پر ہو رہا ہے، جس کو اسلام کے اس مقبول مؤثر اور عہد آفریں و تاریخ ساز داعی اور مربی روحانی کے مرقد بننے کا شرف حاصل ہے، جس کو ہندوستان کے ایمانی و روحانی فاتح کا لقب دیا جا سکتا ہے اور جس نے ہندوستان کی زمین، علاقے اور ملک کو اسلام کی تحویل میں لینے کے بجائے اس کا دل جیت لیا اور اس کے عقیدے، معاشرہ اور اخلاق پر سب سے زیادہ گہرا اثر ڈالا، اور اسلامی فتوحات کو حقیقی طور پر مؤثر عمیق اور دائمی بنایا، میری مراد حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیری کی ذات والا صفات سے ہے جن کا مرقد مبارک اس راجپوتانہ کی سرزمین کے ایک شہر اجمیر میں واقع ہے ؎

آسماں اس لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

سامعین کرام و حاضرین ذوی الاحترام!

اب میں اصل موضوع پر آتے ہوئے پہلے یہ عرض کروں گا کہ اسلام اور دوسرے مذاہب، معاشروں اور نظامہائے زندگی کا ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام میں ازدواجی زندگی مرد و عورت کا تعلق اور عائلی (PERSONAL) رفاقت اور اس کی ذمہ داریاں، ان کے باہمی حقوق و فرائض، مذہب آسمانی اور شریعت خداوندی کا ایک شعبہ اور دین کا ایک جزء ہے جس کے لیے آسمانی ہدایات، شرعی قوانین اور سنت رسولؐ رہنما اور نمونہ ہے، جب کہ دوسرے مذاہب اور دنیا کے معاشروں اور تمدنوں میں وہ زندگی کی ایک ضرورت، ایک انسانی، نسلی اور تمدنی کبھی اختیاری اور کبھی اضطراری اور کبھی (مجھے معاف کیا جائے) تفریحی و التذاذی ضرورت ہے، اس بارہ میں اسلام کے امتیاز کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کے صحیفۂ آسمانی میں طبقۂ اناث اور صنف ازواج کو ایک احسان اور مردوں کے لیے ذریعہ سکون اور مستحق مودت و رحمت قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ومن آیٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ، ان فی ذلک لاٰیٰت لقوم یتفکرون o" (سورۃ الروم۔ ۲۱)

"اور اس کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے اس نے تمہارے لیے تمہارے ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ ان کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت و مہربانی پیدا کر دی، جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔"

پھر اس حقیقت خلقت اور مظہر رحمت کے آسمانی اعلان کے ساتھ جس کا تعلق طبقۂ اناث اور ازدواجی زندگی سے ہے، نسل انسانی کے رہبر اعظم اور اسوۂ اعلیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات اور آپ کی سیرت وہ نمونہ ہے جس سے ازدواجی اور عائلی زندگی کے گزارنے کے لیے ہدایات ملتی ہیں اور رفیقۂ حیات کا درجہ اور اس کا حق معلوم ہوتا ہے اس سلسلہ میں چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے:

"عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی۔"[1]

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم میں سب سے بہتر ہوں۔"

سیرت اور اسوۂ نبوی سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ "میں نے کسی کو اپنے اہل خانہ کے ساتھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل ایمان میں سب سے زیادہ کامل الایمان وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے سب سے بہتر ہوں

لہ ابن ماجہ باب حسن معاشرۃ النساء۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر شفیق و رحیم نہیں دیکھا۔"[1]

عمرو بن الاحوص جشمی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجۃ الوداع کے موقع پر سنا کہ آپ نے خطبہ میں حمد و ثنا کے تذکیر و نصیحت کے بعد فرمایا کہ "عورتوں کے ساتھ اچھا معاملہ رکھو اس لیے کہ وہ تمہاری زندگی میں تمہاری معاون اور رفیقۂ حیات ہیں، ان کا حق ہے تم ان کو اچھا کھلاؤ اچھا پہناؤ۔"[2]

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اہل ایمان میں سب سے زیادہ کامل الایمان وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔"

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "دنیا ایک گزارہ کی چیز ہے اور اس کی سب سے بڑی دولت نیک بی بی ہے۔"[3]

اس ازدواجی تعلق کی اہمیت کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خطبۂ نکاح سے ہوتا ہے، جس میں سورۂ نساء کی پہلی آیت پڑھی گئی اس میں نسل انسانی کے آغاز کا تذکرہ ہے، جو اس مبارک موقعہ پر نہایت مناسب اور فالِ نیک ہے کہ حضرت آدمؑ کی ایک اکیلی ہستی تھی اور ایک رفیقۂ حیات جن سے اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی تخلیق کی اور اس سے روئے زمین کو بھر دیا، اللہ تعالیٰ نے ان دو ہستیوں میں ایسی محبت و الفت اور ان کی رفاقت میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ آج دنیا اس کی گواہی دے رہی ہے، تو خدا کے لیے کیا مشکل ہے کہ ان دو ہستیوں سے جو آج مل رہی ہیں، ایک کنبہ کو آباد اور ایک خاندان کو شاد و بامراد کر دے؟ پھر فرماتا ہے کہ اپنے اس پروردگار سے شرم کرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ساری زندگی سوالات کا مظہر اور نمونہ ہے یہی متمدن زندگی کا خاصہ ہے، یہ عقد اور نکاح کیا ہے! یہ بھی ایک مہذب اور مبارک سوال ہے، ایک شریف خاندان نے ایک دوسرے شریف خاندان سے سوال کیا کہ ہمارے نورِ عین اور لختِ جگر کو رفیقۂ حیات کی ضرورت ہے اس کی زندگی نامکمل ہے، اس کی تکمیل کیجیے دوسرے شریف خاندان نے اس سوال کو خوشی سے قبول کیا، پھر وہ دونوں اللہ کا نام بیچ میں لا کر ایک دوسرے سے مل گئے اور دو ہستیاں جو کل تک ایک دوسرے سے سب سے زیادہ بے گانہ سب سے زیادہ اجنبی اور سب سے زیادہ دور تھیں وہ ایسی قریب اور یگانہ بن گئیں کہ ان سے بڑھ کر یگانگت اور قرب کا تصور بھی نہیں ہو سکتا ایک کی قسمت دوسرے سے وابستہ اور ایک کا لطف و انبساط دوسرے پر منحصر ہو گیا۔ یہ سب اللہ کے نام کا کرشمہ ہے، جس نے حرام کو حلال ناجائز کو جائز، غفلت و معصیت کو طاعت و عبادت بنا دیا اور زندگیوں میں انقلاب عظیم برپا کر دیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب اس نام کی لاج رکھنا، بڑی خودغرضی کی بات ہو گی کہ تم یہ نام درمیان میں لا کر اپنی غرض پوری کر لو اور کام نکال لو، پھر اس پُرعظمت نام کو صاف بھول جاؤ اور زندگی میں اس کے مطالبات پورے نہ کرو، پھر فرمایا کہ ان رشتوں کا بھی خیال رکھنا اس رشتہ سے قدیم رشتوں کا دور اور ان کے حقوق ختم نہیں ہو جاتے اور اگر کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ ایسی باتوں کی کون نگرانی کرے گا اور کون ہمیشہ ساتھ رہے گا، تو فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا۔"

"اللہ تعالیٰ دائمی نگراں اور محاسب ہے۔"

اس کے برخلاف مختلف قدیم مذاہب اور قدیم و جدید تہذیبوں میں عورت کو کیا درجہ اور کیا حقوق دیئے گئے ہیں، اس سے واقفیت کے لیے وسیع النظری اور محنت و دقت کے ساتھ مذاہب اور تہذیبوں کے بارہ میں تقابلی مطالعہ کی ضرورت ہے۔[4]

اب یہاں پہنچ کر ہم اسلام کے عائلی قانون اور حقوق زوجین کے بارہ میں چند غیر مسلم فضلاء اور ماہرین قانون کے اعترافات اور تصریحات پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ بعض مسلم مکاتب خیال اور ناعاقبت اندیش مسلمان اہل قلم کی تحریروں اور اعلانات سے ہندی و انگریزی پریس میں اسلام کا عائلی قانون اور اس کا ازدواجی نظام، اور اسلام میں رفیقۂ حیات ہی نہیں عورت کا درجہ طنز و اعتراض اور تحقیر و تضحیک کا موضوع بن گیا۔

ہم یہاں تین چار شہادتوں پر اکتفا کرتے ہیں، ان میں سے ایک شہادت ایک مغربی فاضلہ کی ہے، جو ہندوستان میں ایک تربیتی و اصلاحی تحریک کی قائد رہی ہیں، اور انہوں نے ہندوستان کی تحریک آزادی میں بھی حصہ لیا تھا ہماری مراد مسز اینی بسنت (MRS. ANNIE BESANT) سے ہے، وہ کہتی ہیں:

"ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ عورتوں کے متعلق اسلام کے قوانین ابھی حالیہ زمانہ تک انگلینڈ میں اپنائے جا رہے تھے یہ سب سے منصفانہ قانون تھا جو دنیا میں پایا جاتا تھا، جائداد، وراثت کے حقوق اور طلاق کے معاملات میں یہ مغرب سے کہیں آگے تھا اور عورتوں کے حقوق کا محافظ تھا، ایک زوجگی اور تعدد ازدواج کے الفاظ نے لوگوں کو مسحور کر دیا ہے اور وہ مغرب میں عورت کی اس ذلت پر نظر نہیں ڈالنا چاہتے جسے اس کے اولین محافظ سڑکوں پر صرف اس لیے پھینک دیتے ہیں کہ ان سے ان کا دل بھر جاتا ہے اور پھر ان کی کوئی مدد نہیں کرتا۔"[1]

مسٹر (N.J. COULSON) لکھتے ہیں:

"بلاشبہ عورتوں کی حیثیت کے بارہ میں خاص طور پر شادی شدہ عورتوں کے معاملہ میں قرآنی قوانین افضلیت کا مقام رکھتے ہیں، نکاح اور طلاق کے قوانین کثیر تعداد میں ہیں جن کا عمومی مقصد عورتوں کی حیثیت میں بہتری لانا ہے اور وہ عربوں کے قوانین میں انقلاب انگیز تبدیلی کے مظہر ہیں.... اسے قانونی شخصیت عطا کی گئی جو اس سے پہلے حاصل نہیں تھی، طلاق کے قوانین میں قرآن نے سب سے بڑی تبدیلی جو کی ہے وہ عدت کو اس میں شامل کرنا ہے۔"[2]

مذاہب و اخلاق کے انسائیکلوپیڈیا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"پیغمبر اسلام نے یقیناً عورت کا درجہ اس سے زیادہ بلند کیا جو اسے قدیم عرب میں حاصل تھا خصوصی طور پر عورت متوفی شوہر کے ترکہ کا جانور نہیں رہی بلکہ خود ترکہ پانے کی حقدار ہو گئی اور ایک آزاد فرد کی طرح اسے دوبارہ شادی پر مجبور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ طلاق کی حالت میں شوہر پر یہ واجب ہو گیا کہ اسے وہ سب چیزیں دے دے جو اسے شادی کے وقت ملی تھیں۔

اس کے علاوہ اعلیٰ طبقہ کی خواتین علوم و شاعری سے دلچسپی لینے لگیں اور کچھ نے استاد کی حیثیت سے بھی کام کیا، طبقۂ عوام کی عورتیں اپنے گھر کی مالکہ کی حیثیت سے اپنے خاوندوں کی خوشی اور غم میں شریک ہونے لگیں اور ان کی عزت کی جانے لگی۔"[1]

تقابلی قوانین کی بین الاقوامی کانفرنس (INTERNATIONAL CONFERENCE ON COMPARATIVE LAW) منعقدہ پیرس کی ایشیائی قوانین کے مطالعہ کی شاخ (BRANCH OF ORIENTAL STUDIES) نے جس میں مغرب و مشرق کے فضلاء قانون شریک تھے، اپنے ریزولیوشن مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۵۱ء میں کہا ہے: "اسلامی قوانین پر ہفتہ بھر چلنے والے مباحثوں سے منتظمین کے سامنے یہ بات ابھر کر آئی کہ اسلامی قوانین کے اصولوں کی افادیت میں کوئی شبہ نہیں ہے، قانون کی اس عظیم شاخ میں وہ تمام اصول و طریقہ کار موجود ہیں جو اسے جدید زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کا اہل بناتے ہیں۔"[2]

حضرات! یہ واقعہ ہے کہ ملک کے عام باشندوں اور خاص طور پر اخبار بینوں اور ملک میں پیش آنے والی تحریکوں اور سرگرمیوں پر نظر رکھنے والوں کو معلوم ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف جس میں مطلقہ کو تاحین حیات نفقہ دلانے کا فیصلہ کیا گیا تھا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایما اور ہدایت پر وہ ملک گیر تحریک چلی جس کی اپنی عمومیت، باہوش جوش اور سنجیدگی اور مسلمانوں کے مختلف فرقوں، تنظیموں اور مکاتب خیال کے اتحاد و تعاون میں تحریک خلافت کے علاوہ اور اس کے بعد کوئی نظیر نہیں ملتی تو ہندوستان کے غیر مسلم صحافیوں، دانشوروں اور عوام کی طرف سے ایک ایسے ردعمل، جوش و نفرت اور خوف و ہراس کا مظاہرہ ہوا، معلوم ہوتا تھا کہ شاید اس ملک پر کوئی غیر ملکی طاقت حملہ کرنے والی ہے یا بجلی گرنے والی ہے، یا زلزلہ آنے والا ہے، حالانکہ یہ اس حقیقت پسندی

لہ مسند امام احمد و صحیح مسلم۔ ۲ ترمذی شریف (حدیث حسن صحیح) ۳ صحیح مسلم، حقوق زوجین کے بارہ میں مذاہب اور اخلاقیات کے تقابلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ ہو سیرۃ النبی جلد ششم، تالیف علامہ سید سلیمان ندویؒ کا عنوان "حقوق زوجین" صفحہ ۲۲۵ تا ۲۶۴

لہ ملاحظہ ہو سورۂ نساء کی پہلی آیت، پورے خطبہ کی تشریح اور اس کے نکات و حقائق کے لیے ملاحظہ ہو خاکسار کی کتاب "ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں" صفحہ ۳۲ تا ۴۴ شائع کردہ "مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ"۔

۲ نمونہ کے طور پر ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی کی کتاب "المرأۃ بین الفقہ والقانون" طبع پنجم، المکتبۃ الاسلامی بیروت و دمشق صفحہ ۱۳ - ۲۱ اور اس کا عنوان "المرأۃ فی الحضارۃ الغربیۃ" صفحہ ۲۷۰ تا ۲۸۰ ملاحظہ ہو۔

(Annie Besant: The life and Teaching of Mohammad, MADRAS, 1932, P. 3)
(N.J. Coulson Islamic Surveys: A history of Islamic Law; (EDINBURGH, 1971, P. 14)

Encyclopedia of Religion and ethics, 1912, Islamic Studies Quarterly, Vol. XXIII, No. 4)

اور احساس تناسب (SENSE OF PROPORTION) کے خلاف ہے جس پر زندگی کا نظام چل رہا ہے، مسئلہ جس نسبت سے توجہ، فکر و پریشانی کا مستحق ہے اسی نسبت سے اس کی طرف توجہ اور اس میں توانائی صرف کرنے کی ضرورت ہے، رائی کو پربت بنانا نہ عقل سلیم کا تقاضا ہے نہ عقل عملی (PRACTICAL WISDOM) کا سب کو معلوم ہے کہ اس ملک میں مطلوبہ جہیز نہ لانے پر دلہنیں اور معصوم لڑکیاں جلا دی جاتی ہیں، ملک میں سیکڑوں واقعات پیش آتے ہیں، نیشنل پریس کے ایک صحیفہ "قومی آواز" دہلی ۱۰ر جون ۱۹۹۲ء کے بیان کے مطابق "صرف دہلی میں ہر بارہ گھنٹہ پر ایک نئی بیاہی دلہن کو جلا کر مار ڈالا جاتا ہے" پھر اس سرزمین پر جہاں ہم آپ اس وقت جمع ہیں، مختلف اطراف ستی کی رسم اب بھی جاری ہے اور اس کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں، ایسی صورت میں کیا احساس تناسب، عقل سلیم اور انسانی ہمدردی بلکہ اپنے ذرہ سے محبت کا تقاضہ یہ نہیں تھا کہ ان مظالم کی طرف توجہ اس سے کہیں زیادہ کی جائے جو مسلمانوں کے اپنے اسلامی عائلی قانون کے تحفظ کے مطالبہ اور یونی فارم سول کوڈ کی مخالفت میں کی جا رہی ہے جس کے ملک میں حقیقی اتحاد پیدا ہونے کی امید رکھنا محض خوش فہمی اور دنیا کے واقعات سے اور دو گذشتہ جنگ عظیم سے سبق لینے کے مخالف ہے جو ایک ہی عائلی قانون اور سول کوڈ کی ماننے والی دو پروٹسٹنٹ عیسائی قوموں اور ملکوں کے درمیان ہوئی۔

پھر یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے تھا کہ اسلام اور مسلمانوں میں عورت کی شادی ہوجانے کے بعد وہ اپنے خاندان والدین اور بھائیوں سے کٹ نہیں جاتی اور مسلمان مطلقہ خاتون طلاق کے بعد یکسر لاوارث اور بھیک مانگنے یا زندگی کا خاتمہ کرنے پر مجبور نہیں ہوتی، نکاح اور طلاق دونوں حالتوں میں وہ خاندان کے ایک فرد، ماں باپ (اگر وہ زندہ ہیں) کی بیٹی اور بھائی بہنوں کی بہن ہوتی ہے، وہ ترکہ (HERITAGE) اور جائداد میں اس پورے حصے کی مستحق ہوتی ہے جو شریعت اسلامی نے مقرر کردیا ہے اور جس کا قرآن مجید میں ذکر اور اس کے دینے کی تاکید کی ہے۔

اس کے برخلاف ہندو معاشرہ اور سماج میں عورت شادی کے بعد اپنے خاندان، ماں باپ، بھائی بہنوں سے کٹ جاتی ہے، اس کی کفالت کی ذمہ داری سرتاسر شوہر پر عائد ہوتی ہے اور شوہر کے انتقال پر عورت بالکل لاوارث اور تنہا ہوجاتی ہے اسی صورت حال اور رواج نے قدیم زمانہ میں (جس کی تاریخی تحدید مشکل ہے) خواتین کے طبقہ کو جو بیوگی کی زندگی گزارنے پر مجبور تھا، ستی کی رسم کی طرف مائل کیا جو اس کس مپرسی اور لاوارثیت سے نجات پانے کا واحد راستہ نظر آتا تھا۔

حضرات! سپریم کورٹ کے فیصلہ کی منسوخی (جس میں مطلقہ کو تاحین حیات نفقہ دینے کو لازم قرار دیا گیا تھا) اور پارلیمنٹ میں اس کے خلاف ممتاز تاریخی غیر معمولی اکثریت کے ساتھ پرسنل لا بورڈ کے مطالبہ اور مسلمانوں کی رائے عامہ کے مطابق بل پاس ہوجانے کا جو تاریخ ساز اور یادگار واقعہ پیش آیا اور جس میں مسلم پرسنل لا بورڈ کو کھلی کامیابی ہوئی، اس کے بعد بھی مسلم پرسنل لا بورڈ کا (اور حقیقتاً شریعت اسلامی کی حفاظت و حمایت کرنے والوں اور مسلمانوں کے عائلی قانون (پرسنل لا) کے باقی رہنے کی جد وجہد کرنے والوں کا کام ختم نہیں ہوا بقول شاعر ؎

مکتب عشق کا دیکھا یہ نرالا دستور
اس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد ہوا

اس کے بعد ایک اہم مرحلہ تو یہ ہے جو بورڈ کی توجہ کا موضوع اور حقائق و واقعات کا فطری تقاضا تھا کہ بل کے پارلیمنٹ سے پاس ہوجانے کے بعد بھی ہندوستان کی بعض ریاستوں اور بعض مقامات کی عدالتیں سپریم کورٹ کے سابق فیصلہ کے مطابق مطلقہ کو تاحین حیات نفقہ دینے کے حق میں فیصلہ کر رہی ہیں، جو صریح قانونی تضاد بلکہ حقیقتاً ایک منظور شدہ قانون سے بغاوت کے مرادف ہے، جو مرکزی حکومت کا پاس کیا ہوا ہے اور واجب العمل ہے، اس کے لیے بورڈ کی مجلس منتظمہ اور اس کے قانون داں ارکان اور وکلاء کوشش کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں مقدمات بھی دائر ہوئے ہیں، یہ مرکزی حکومت کا فرض تھا اور ہے کہ وہ اپنے وزیر قانون کے ذریعہ یا اپنے اختیارات سے اس سلسلہ کو بند کرائے، اس سلسلہ میں بورڈ کے ایک وفد نے سابق وزیر اعظم وی پی سنگھ جی سے ملاقات بھی کی تھی اور ان کی توجہ مبذول کرائی تھی اور انہوں نے اس کا وعدہ بھی کیا تھا لیکن نہ ان کے عہد حکومت میں اس پر کوئی توجہ دی جا سکی اور نہ بعد کی حکومتوں کو اپنی اس ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے اور اس میں مرکزی حکومت کی اہانت محسوس ہوتی ہے، ضرورت ہے کہ پوری توجہ اور تنظیم و امن کے ساتھ احتجاج اور قانونی چارہ جوئی کا سلسلہ جاری رہے ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں ان محنتوں پر پانی نہ پھر جائے جو اس سلسلہ میں کی گئیں۔

۲۔ بورڈ کے اہم ترین اور بنیادی مقاصد میں اصلاح معاشرہ کا کام داخل ہے اس سلسلہ میں کوشش ہوتی رہی ہیں، جلسے بھی اور دورے بھی ہوئے ہیں جن میں سب سے بڑا عوامی جلسہ اور اجتماع یکم مارچ ۱۹۹۲ء کو پٹنہ کے گاندھی میدان میں ہوا، جس کی اپنی وسعت اور مقبولیت میں دور دور تک اور دیر دیر تک نظیر نہیں ملتی، لیکن ضرورت ہے کہ اس کے لیے تھوڑے تھوڑے وقفے سے ہمہ گیر دورے اور عظیم و وسیع جلسے ہوں، دینی جلسوں اور مساجد کے مواعظ و خطبات کا بھی یہ موضوع بن جائے اور عام زندگی پر اس کا اثر پڑے۔

۳۔ عرصہ سے اس کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اسلامی عائلی قانون کے موضوع پر ایک مستند اور مفصل کتاب تیار کی جائے جو آزاد اور شرعی دار القضاء سے لے کر سرکاری عدالتوں تک میں ایک قابل اعتماد حوالہ کی کتاب اور فقہی مرجع ہو، انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں محمڈن لا (MOHAMMADAN-LAW) پر مسلمان ماہرین قانون سے کتابیں لکھوائیں، جن میں جسٹس سید امیر علی اور جسٹس عبد الرحیم کی کتابیں خاص طور پر مشہور و مقبول ہوئیں اور وکلاء اور ججوں نے ان پر اعتبار کیا۔

لیکن ضرورت تھی کہ از سر نو اور زیادہ محنت، وسیع النظری اور دقیق النظری کے ساتھ ہندوستان کے مستند علماء و ماہرین فقہ و حدیث اس کام کو انجام دیں اور ایک ایسی نئی کتاب کی ترتیب عمل میں آئے جو مرجع اور سند کا کام دے۔

اس ضرورت کا احساس سب سے پہلے مسلم پرسنل لا بورڈ کے بانی امیر شریعت حضرت مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانی کو ہوا، جن کو اللہ تعالیٰ نے دور بینی، بیدار مغزی اور حقیقت شناسی اور خطرات کی آگاہی کی دولت سے خاص طور پر بہرہ مند فرمایا تھا اور اسی بصیرت اور ذہانت و توفیق الٰہی نے ان سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تشکیل کا کام لیا اور انہوں نے اپنی نگرانی و سرپرستی میں مونگیر میں یہ کام شروع کرا دیا لیکن اس کام کی تکمیل کی نوبت نہیں آئی تھی کہ انہیں سفر آخرت پیش آگیا۔

لیکن مولانا مرحوم کی وفات کے بعد بھی بورڈ اور امارت شرعیہ نے اس کام کو جاری رکھا اور ہندوستان کے مستند و ممتاز علماء ماہرین فقہ اور مفتیان عظام نے اپنے مقامات سے سفر کر کے مونگیر اور پٹنہ میں ربیع الاول ۱۴۱۳ھ میں توفیق و اعانت الٰہی سے یہ کام مکمل کرلیا جس کو فی الحال "اسلام کے عائلی قوانین کی دفعہ وار تدوین" کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے [1]

ضرورت ہے کہ اس کتاب کا انگریزی میں بھی ترجمہ شائع ہو تاکہ وکلاء اور جج صاحبان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں، اور قدیم محمڈن لا کی کتابوں کے قائم مقام ہو اور اس کی ایک سند اور مرجع کی حیثیت ہو۔

حضرات سامعین کرام! اب میں دین کے ایک نمائندہ اور داعی کی حیثیت سے اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک ذمہ دار کی حیثیت سے آپ سے ایمانی و قرآنی زبان میں کچھ خطاب کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بغیر یہ شرف جو آپ نے اس عاجز کو بخشا ہے اور یہ قیمتی وقت جو آپ نے اس مؤقر مجلس میں شرکت کے لیے دیا ہے، اس کا حق نہیں ادا ہوگا اور اندیشہ ہے کہ اللہ کے یہاں محاسبہ ہو، یہاں پر میں اس عرض داشت کا اعادہ کروں گا جو دہلی کے اجلاس منعقدہ ۲۳ر نومبر ۱۹۹۱ء میں کی گئی تھی۔

آپ دیکھیے کہ آپ اسلامی و قرآنی قانون معاشرت کا خود کتنا احترام کرتے ہیں اس پر خاندانی روایات کو اور رسم و رواج کو کتنی ترجیح دیتے ہیں؟ اس پر اس کا اضافہ کیجیے جو آپ نے اپنے ہم وطنوں سے سیکھا ہے، جہیز کا بڑھا چڑھا مطالبہ ہم میں کہاں سے آیا؟ اس کو کسی نام سے یاد کیا جاتا ہو، یہ چیز کہاں سے آئی؟ مکہ و مدینہ حرمین شریفین سے آئی ہے؟ قرآن مجید کے راستے سے آئی ہے؟ یہ لعنت کہاں سے آئی؟ جب آپ اس کو قبول کرتے ہیں تو بطور سزا کے آپ کی غیرت ملی کو، آپ کے وجود ملی کو بار بار نشانہ بنایا جاتا ہے۔

لیکن جب ہم اہل حکومت اور برادران وطن سے شکایت کرتے ہیں تو ہمیں آپ سے شکایت کرنے کا حق کیوں نہ ہو؟ ان سے تو شکایت کریں گے اور ان کا دامن پکڑیں گے لیکن آپ کا گریبان پکڑ لیں گے اور وہ ہاتھ ہمارا ہاتھ نہیں ہوگا، وہ دینی احتساب کا ہاتھ ہوگا، وہ شریعت کا ہاتھ ہوگا جو آپ کا گریبان پکڑے گا اور کہے گا کہ پہلے تم اپنے گریبان میں منھ ڈال کر دیکھو کہ تم اس قانون پر کتنا چلتے ہو، تمہاری نگاہوں میں اس قانون کی کتنی حرمت ہے؟ (باقی صـ۱۲ پر)

---

[1] اس مذہبی اور اہم علمی کام میں جن لوگوں نے زیادہ سے زیادہ وقت دیا اور اس کے مستقل شرکاء تھے ان میں مولانا مفتی نعمت اللہ (مفتی امارت شرعیہ) مولانا محمد برہان الدین صاحب سنبھلی (دار العلوم ندوۃ العلماء) مولانا مفتی احمد علی سعید (دار العلوم وقف) مولانا ظفیر الدین (دار العلوم دیوبند) اور مولانا نصر اللہ مفتی امارت شرعیہ کا خاص حصہ ہے، جزوی شرکاء میں مولانا قاضی مجاہد الاسلام (قاضی امارت شرعیہ) مولانا ولی رحمانی (سجادہ نشین خانقاہ رحمانیہ و نگراں مجلس و میزبان) ہیں۔

ایک گراں قدر مکتوب

استاذ الاساتذہ مولانا محمد ناظم ندوی مدظلہ رابطہ ادب اسلامی کی کانفرنس میں شرکت کے لیے پاکستان سے استنبول تشریف لے گئے تھے، جہاں چند روز حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مدظلہ سے ان کی رفاقت رہی۔ ترکی سے واپسی کے بعد موصوف نے جو مکتوب اپنے رفیق درس اور رفیق عمر حضرت مولانا مدظلہ کے نام بھیجا وہ اس لائق ہے کہ اس سے ہمارے قارئین کرام بھی محظوظ ہوں۔ اس مکتوب میں استنبول کے یادگار مقامات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اور اس عہد وفا کی تصویر سامنے آتی ہے جو اب نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

صدیقی وحبیبی الکریم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے آپ لندن کے بعد امریکہ سے بعافیت لکھنؤ واپس آگئے ہوں گے۔

۲۰ر اگست یوم شنبہ کو آپ لندن کے لیے روانہ ہوئے تھے میں دوسرے روز اتوار کی شام کو استانبول سے روانہ ہو کر ۲۰ر اگست کی صبح کو کراچی پہونچا علی سلمہ پاس سے کر طیران گاہ کے اندر موجود تھے۔ پہونچتے ہی میں نے علی سے کہا کہ ہمارے قلبی صدیق جنھوں نے اپنے تعلق خاطر کی بنا پر تاکید سے کہا ہے کہ کراچی پہونچتے ہی اپنی بعافیت واپسی سے مطلع کرنا، لندن کا پتہ میرے پاس موجود تھا جو میں نے ان کو دے دیا۔ وہ گلشن اقبال میں رہتے ہیں اور میں اپنے قدیم مکان ملیر میں رہتا ہوں، دو دن کے بعد انھوں نے کہا کہ ہڑتال اور ہنگامہ کی وجہ سے میں گھر سے باہر نہیں نکل سکا۔ میں نے کہا کہ آپ کو تار بھیجنا بے کار ہے کہ آپ لندن سے امریکہ کے لیے روانہ ہو چکے ہوں گے۔ مجھے ان کی اس کوتاہی یا مجبوری پر بہت قلق ہوا۔

استانبول کا یہ سفر آپ کی دعوت کی بنا پر ہوا آپ کی محبت مجھ کو کشاں کشاں استانبول لے گئی۔ ۶۰ سال کے بعد آپ سے ملاقات کر کے جو مجھ کو خوشی ہوئی اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا آپ کا بھی یہی حال تھا، ملتے ہی آپ نے اپنے تعلق اور محبت کا جس انداز میں ذکر کیا وہ میرے لیے باعث صد سعادت و شرف ہے، میرا خیال تھا کہ مجھے آپ سے زیادہ تعلق ہے، اس سے پہلے بھی زمانۂ طالب علمی کو مستثنیٰ کر کے اتنی طویل رات، دن ہر وقت ملاقات کا موقع نہیں ملا تھا۔ ہر نماز، ہر ناشتہ، ہر کھانا۔ دن رات کا ساتھ ساتھ بلکہ پہلو بہ پہلو، ہر لمحہ لمحہ مسرت و سعادت تھا سوا آرام کرنے کے اوقات کے ہر آن ایک جگہ رہے۔ ماضی کی یاد تازہ کرتے رہے۔

میں کیا بتاؤں کہ مجھ پر کیسا ذہول خود فراموشی کی کیفیت رہی آپ سے ملکر آپ کی تقریر سن کر آپ کا آبدیدہ ہو کر اپنے قلبی جذبات کا اظہار، یہ وہ منفرد اور یادگار لمحات ہیں جن کو الفاظ میں ادا نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کی وجہ سے استانبول دیکھا، حضرت ابو ایوب انصاری صحابی رسول ﷺ کے مزار پر حاضری دی، مسجد فاتح میں جمعہ کی نماز ادا کی، میں جب زینہ کو طے کرتا ہوا بعض ترکی نوجوان کے سہارے سے اوپر پہونچا تو میرے جذبات کا سمندر امنڈ آیا، اپنے اوپر قابو نہیں پا سکا، کمزور دل کو تھام نہ سکا، پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور دل کو ہلکا کیا کہ یہ محمد فاتح کی یادگار مسجد ہے جس نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا اس کے قلعہ کو مسمار کرنے کے لیے خاص قسم کی توپ بنائی تھی عہد بزنطینی کی دیوار اب بھی موجود ہے جو اس قلعہ کی پختگی کی علامت ہے۔ آپ ہی کی وجہ سے باسفورس کے جمیل ترین ساحل پر واقع محل کے سامنے سبزہ زار پر نماز مغرب ادا کی پھر اس کے سبزہ زار پر بیٹھ کر سمندر کا حسین منظر دیکھا، پھر دوسری بلند منزل پر واقع دوسرے سبزہ زار پر رات کا کھانا کھایا، ہر کھانا اور ناشتہ میں ہم دونوں ایک دوسرے کے قریب رہے سبحان اللہ کیا ساعت تھی جو معلوم نہیں دوبارہ کب آئے گی۔

دوسرے جمعہ کی نماز بھی ترکی کی دوسری تاریخی مسجد سلیمان قانونی میں ادا کی، دوسری مسجد پہلی مسجد سے زیادہ وسیع، حسین اور بلند تھی، مسلسل تقریباً دس دن تمام نمازیں ایک جگہ ادا کیں ناشتہ کھانا ساتھ کھایا۔ تمتع من عرار نجد مشہور شعر آپ نے بار بار پڑھا اور دوسرے فارسی شعر بھی اسی مضمون کے پڑھے۔ کیا ایسے دن پھر آئیں گے؟

آپ کی وہ تاریخی تقریر جس کے متعلق آپ نے مجھ سے کہا کہ راستہ میں اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا جو ذکر قرآن کریم میں ہے کہ حضرت خضر نے دو یتیم بچوں کے صالح باپ کی خاطر اس دیوار کو قائم کیا جس کے نیچے صالح باپ نے اپنے بچوں کے لیے خزانہ دفن کیا تھا آپ نے کیا خوب استدلال کیا کہ صالح باپ کی وجہ سے اگر یتیم بچوں کو خزانہ دیا جا سکتا ہے تو آپ کے صالح آباء و اجداد، غازی و فاتح سلف کی خاطر آپ لوگوں کو دوبارہ عظمت کیوں نہیں دی جا سکتی، اس عربی تقریر کے ترکی ترجمہ کے بعد ترک نوجوان جذبات سے مغلوب ہو کر اپنی کرسیوں سے اٹھ کر نعرہ تکبیر بلند کیا، کیا خوب منظر تھا، آپ کے اس استدلال کی داد نہیں دی جا سکتی۔ یہ الہامی تقریر تھی جو آپ کی زبان سے ادا کی گئی۔

آپ سے ملاقات کے بعد مجھے اپنا یا جلسہ کا کوئی پروگرام باعث کشش نہیں رہا۔ ذہول اور خود فراموشی کا یہ حال ہوا کہ جو ادب عربی پر عربی مقالہ لکھ کر لے گیا تھا اس کو ڈاکٹر عبد القدوس ابو صالح نائب الرئیس، رابطۃ الادب الاسلامی کے حوالہ کرنا بھی بھول گیا عزیزی محمد رابع صاحب کے لیے ایک اردو میں مقالہ لکھا تھا جو تقویم ناسوتی اور تقویم ملکوتی کے درمیان فرق پر تھا جس میں ایک کمیونزم کی جو مدت حکومت ماسکو میں رہی تھی اس کو تقویم ملکوتی کے حساب سے ایک گھنٹہ ۴۸ منٹ ثابت کیا تھا اور چونکہ انسان عجلت پسند ہے لہٰذا تقویم ناسوتی کے ۷۰۔۷۵ سال جو کمیونزم کی مدت حیات ہے اسے طویل کہہ کر گھبرا گیا تھا میں نے اس میں لکھا تھا کہ عجلت پسند انسان امریکہ عالمی طاقت کی مدت بھی چند منٹ سے زیادہ نہیں ہے۔

آپ نے یہودیوں اور فلسطینیوں کے درمیان معاہدۂ امن کی خبر اخبار میں پڑھی ہوگی۔ عیسائیوں کی فتوحات کا سلسلہ جو جنگ بلقان ۱۹۱۲ء سے شروع ہو کر دولت عثمانیہ کی شکست ۱۹۱۲ء کی جنگ کے بعد قائم رہا۔ اب اس کی تکمیل یہودی نے عربوں کی بے بسی، یہودیوں کی بالادستی، امریکہ کا عالمی نظام جدید کا آغاز اور اس کی کامیابی، عربوں کی عربیہ اور عروبہ کی جزیرۃ العرب میں ناکامی چھوٹی چھوٹی کمزور حکومتوں کا قیام جو سب امریکہ کے طفیلی ہیں اور امریکہ کی بری، بحری فوج کی جزیرۃ العرب کے چاروں طرف پھیلی ہوئی طاقت ہے، یہودیوں کا تیز خنجر اسرائیلی حکومت کی شکل میں عرب ممالک کے قلب میں پیوست ہے۔ یہ معاہدۂ امن عربوں کی شکست کی المناک یادگار ہے۔

یہودی وزیر اعظم نے جو ڈانٹ کر فلسطینیوں کو بات کہی ہے معلوم نہیں اس کی تلخی عربوں نے محسوس کی کہ نہیں ہم مصر نے ۱۴ سال قبل یہودیوں سے معاہدۂ امن کر کے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا تھا، دوسرا معاہدۂ امن دیکھیے کیا رنگ لاتا ہے، اس معاہدۂ امن میں بیت المقدس کو یہودیوں کے قبضہ میں رکھنے کا ذکر ہے اور تین سال تک اس موضوع پر بات کرنے کی فلسطینیوں کو اجازت نہیں ہے۔ "بلدیاتی" آزادی کا سودا کر کے یاسر عرفات خوش ہیں اور عیسائی بیوی سہا کو اپنے ساتھ واشنگٹن لے جا کر مسرور و شاداں ہیں۔

میرے ذہول اور خود فراموشی کا یہ حال رہا کہ وہ مضمون بھی آپ کو نہ دے سکا جس کا میں نے آپ سے ذکر کیا تھا جو زمان و مکان اور قرآن کریم کے عنوان پر لکھا تھا آپ نے اس میٹنگ کے اختتامی مشاعرہ میں اپنے شعر سنانے کو کہا تھا جس میں الجھنے والا تھا کہ وہ مجلس برخاست کردی گئی اور عالم ذہول میں کھو یا رہا لیکن مجھے اپنے ذہول پر اور خود فراموشی پر زیادہ افسوس نہیں ہے کہ اس سفر کی میری غرض اور تمنا پوری ہوگئی یعنی آپ سے طویل ملاقات، ہر آں ملاقات آپ کے ساتھ نماز باجماعت کی سعادت ساتھ ناشتہ کھانا، گفتگو، آپ کی تقریروں کی سماعت کی مسرت، آپ کی محبت و تعلق و تعلق خاطر کا بار بار ذکر۔ (باقی صـ پر)

اسلامی ثقافت

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر شعبہ ادب عربی ندوۃ العلماء لکھنؤ
ترجمہ:۔ محمد فہیم اختر ندوی

(تیسری آخری قسط)

ادب وفن کے میدان میں ذوق فنی کو کام میں لانا ہوتا ہے اور سچے وزندہ وجدان پر اعتماد کرنا ہوتا ہے، اس کا تعلق بھی اسلامی ثقافت سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر امیہ بن صلت سے اشعار سنے اور مزید سنانے کی فرمائش کی تھی، یہ اسی ذوق کی چیز تھی، آپ نے فرمایا کہ سب سے بہتر شعر وہ ہے جو اسلام کی سچائی ثابت کرنے میں کہا گیا ہو، آپ علیہ السلام نے اگرچہ خود شعر نہیں کہے تھے لیکن آپ کا نثری کلام عمدہ بلاغت کا نمونہ تھا، آپ کے نثری کلام کا شمار عربی ادب کے سب سے بلیغ اور دلکش نثر کے طور پر ہوتا ہے، آپ کی ذات اپنے لباس اپنی عادات واطوار اور اپنے اخلاق سب میں جمیل تھی، آپ نے فرمایا تھا کہ "اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے"۔ آپ نے صفائی کا حکم دیا، آپ خود نہایت صاف رہا کرتے تھے۔

آپ کا ذوق ادب میں جھلکتا ہے، واقعہ بیانی، ضرب الامثال، شعور، کیفیت کا اظہار اور خوبی کی دلکشی ظاہر کرنے میں یہ ذوق سامنے آتا ہے، ایک مرتبہ آپ نے عورتوں کا قافلہ لے کر چلنے والے سے فرمایا: "رویدک سرفقاً بالقواریر" (ذرا آہستہ روی، یہ آبگینے ہیں)، غزوہ اوطاس میں جب جنگ میں شدت آئی تو فرمایا: "الآن حمی الوطیس" (اب زوروں کا رن پڑا ہے)، عمیر نامی ایک بچہ تھا، اس کا پرندہ مر گیا تو آپ نے فرمایا: "یا عمیر ما فعل النغیر" (اے عمیر! تمہارا نغیر پرندہ کہاں گیا)۔

جہاں تک فنون کی دوسری اقسام کا تعلق ہے تو ان میں سے بعض عہد نبوی میں رائج نہ تھیں، بعض اقسام ایسی ہیں جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہیں، نہ ان کا دین سے کوئی جوڑ ہے، بلکہ محض وہ لغو کھیل کی مضر چیزیں ہیں جو حرام ہیں، آداب انسانی کے خلاف ہیں، اور ان کے اندر محض وقت اور مال کا ضیاع ہے۔

ثقافتی میدانوں کا یہ ایک ہلکا سا جائزہ تھا، یہ وہ مواقع تھے جن میں کسی قوم کی ثقافت کا ظہور ہوتا ہے، اس کا بھی تذکرہ آگیا کہ ثقافت کے باب میں اسلام کیا پسند کرتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ اگر اسلامی زندگی اسلامی ثقافت کے صحیح رنگ میں رنگ جائے تو اس وقت اسلامی ثقافت ایک مکمل شکل میں نکھر کر سامنے آئے گی، جب تک یہ نہیں ہوتا اس وقت تک اسلامی ثقافت ایک بگڑی ہوئی شکل اور مسخ شدہ تصویر ہے۔

اگر ہم ثقافت کو اس نظر سے دیکھیں کہ وہ تربیت کا اہم ترین وسیلہ ہے تو ہمیں اس میدان میں موجودہ عہد میں مسلمانوں کی حالت نہایت خستہ اور زبوں ملتی ہے، مسلمانوں کی موجودہ ثقافت ایسی ہے کہ اسے دیکھ کر ایک غیر واضح اور دوسروں سے مستعار لی ہوئی تصویر سامنے آتی ہے، بلکہ اس سے صد درجہ افسوسناک یہ بات ہے کہ اس ثقافت سے ابھرنے والی تصویر یہودیت، مجوسیت اور دوسرے مذاہب کا رنگ پیش کرتی ہے اگرچہ کبھی کبھی اس سے اسلامیت بھی جھلک جاتی ہے۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کی دی ہوئی ثقافت کو مکمل طور پر نہیں اختیار کرتے، اسلامی ثقافت کی سچی تصویر اسی وقت ظاہر ہوگی جب تربیت کے وسائل کی اصلاح کی جائے، اس اصلاح کے کئی میدان ہیں:

۱۔ گھر، ۲۔ مدرسہ، ۳۔ ذرائع ابلاغ۔

یقیناً ذرائع ابلاغ پر حکومت کا تسلط ہے، اور حکومت اپنے مفاد ومصلحت کے تحت ان کا استعمال کرتی ہے لیکن گھر کا ماحول تو اپنی قدرت واختیار میں ہے، مدرسہ کے ماحول کو بھی صحیح اسلامی ثقافت پیدا کرنے کے لیے کام میں لانا آسان ہے، یہ وہ ثقافت ہوگی جس سے مسلمانوں کی زندگی، ان کے کردار اس کے رجحانات اور تعمیری عملی شکل نیز حسن وجمال لیے ان کی پاکیزہ تصویر سامنے آئے گی۔

صحیح اسلامی ثقافت کی حکمت عملی اسی وقت پیدا ہوگی جب یہ ثقافت امت اسلامیہ کی حقیقت سے وابستہ ہوگی، اس کے لیے دو محاذوں پر کام کرنا ہوگا، ایک محاذ ہے، امت کی حفاظت کا، یعنی غیر اسلامی ثقافتوں کی گندگیوں سے اس امت کو محفوظ رکھا جائے، دوسرا محاذ جو بنیادی محاذ ہے، ایسے مفید وسائل کا اختیار کرنا ہے جن کے ذریعہ اسلامی ثقافت کی سچی تصویر ابھرے، ذمہ داری کا آغاز گھر سے ہوتا ہے، گھر ہی وہ پہلا میدان ہے جہاں والدین کے ہاتھوں بچہ کی شخصیت تشکیل پاتی ہے، گھر میں پیش آنے والی ہر شے بچے کے ذہن ودماغ پر اثر انداز ہوتی ہے، اور اچھے برے تصورات کو جنم دیتی ہے، والدین جس چیز کو پسند کرتے ہیں بچہ بھی انھیں پسند کرنے لگتا ہے، اور والدین جسے ناپسند کرتے ہیں، بچے کے لیے بھی وہ شے ناپسند ہوجاتی ہے، بچہ کی ثقافت کی تشکیل کا اساسی مرحلہ یہی گھر ہوتا ہے۔

والدین کی مرغوبات اور پسندیدہ ثقافت بچے کے قلب ودماغ میں محبوب ہو کر اتر جاتی ہیں، بہادر شخصیتوں کے بہادرانہ کارنامے، ماضی اور حال کی عبقری شخصیتوں کے احوال بچہ کی عقل پر بہت بڑا اثر چھوڑتی ہیں۔ ایک مسلم بچے کے لیے بہادران اسلام اور سابقہ اقوام کی مثالی شخصیتوں کے واقعات بہترین غذا ہیں، مثلاً گذشتہ انبیاء اور رسولوں کے قصے وغیرہ، ماضی میں ہمارا معاشرہ ان چیزوں کا اہتمام کرتا تھا، مائیں اور دادیاں بچوں کو ایسے قصے سنایا کرتی تھیں، ان کے کارنامے اور فتح وشکست کے واقعات بتاتی تھیں، لیکن اب یہ چیز تقریباً ختم ہو چکی ہے۔

بہرحال، بچہ کی تربیت میں یہ بات مطلوب ہے کہ صالح اسلامی مظاہر پر توجہ دی جائے اور ان سے استفادہ کا صحیح طریقہ اختیار کیا جائے۔

پہلے محاذ کو لیجئے تو نظر آتا ہے کہ ٹیلی ویژن اور ریڈیو اپنے ہیجانی پروگراموں کے ساتھ گھر گھر میں گھس چکے ہیں، والدین اس سلسلہ میں اس قدر کام کر سکتے ہیں کہ ممکنہ حد تک بچوں پر نگرانی رکھیں اور انہی پروگراموں کو دیکھنے کی اجازت دیں جو سیرت واخلاق کے لیے مفید ہوں اور زندگی کا پاکیزہ تصور پیش کرتے ہوں، آج ویڈیو اور ٹیپ ریکارڈوں کے ذریعہ بڑے پیمانہ پر اخلاقی بگاڑ پیدا ہو رہا ہے، اسلامی ثقافت کی دھجیاں بکھر رہی ہیں، اس موقع پر نہایت ضروری ہے کہ ہم کوئی راہ تلاش کریں، گھر کے ذمہ داروں پر ممکنہ حد تک یہ چیز دشوار نہیں ہے، اس کے علاوہ اخبارات اور فحش لٹریچر الگ غضب ڈھاتے ہیں، یہ پرچے اور اخبارات گھروں میں آتے ہیں تو بڑے اور چھوٹے سبھی پڑھتے ہیں، بڑے تو ان کے برے اثرات سے خود کو محفوظ کر لیتے ہیں، لیکن چھوٹوں پر ان کے اثرات مرتب ہو ہی جاتے ہیں، سلسلہ وار افسانوں اور ہیجانی ناولوں سے بھی یہ خرابیاں پھیل رہی ہیں۔

ہماری نگرانی سب پر ہونی چاہیے اور اپنی نسل کی تربیت میں ان سب پر توجہ ہونی چاہیے، مدرسہ کے ماحول کو لیجئے تو گھر کے کاموں اور ذمہ داریوں پر اتنا اور اضافہ کیا جائے گا کہ وہاں کے نصاب تعلیم، اجتماعی آداب اور ثقافتی پروگرام وغیرہ پر بھی توجہ دینی ہوگی، خصوصاً وہ پروگرام جنھیں اس ماحول میں پروان چڑھنے والا ہر طالب علم انجام دیتا ہے، ابتدائی درجات سے لے کر انتہائی درجات تک جن سے وہ طالب علم گذرتا ہے۔

اسلامی ثقافت کو مضبوط بنانے کے سلسلے میں تیسرا محاذ ذرائع ابلاغ کا ہے، اس میں ریڈیو اخبارات اور نشر واشاعت کے دیگر وسائل آتے ہیں، افکار کی تربیت، عادات کی اصلاح اور تصورات کو پیدا کرنے میں یہ سب بڑا اہم رول ادا کرتے ہیں، کسی بھی قوم کی ثقافتی زندگی کے بڑے حصہ پر یہی ذرائع چھائے ہوئے ہیں، اور جن کے ہاتھوں میں افراد امت کے دل ہوں گے وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں، جب سے یہ وسائل عام ہوئے ہیں اور لوگوں پر اپنا اثر ڈالنا شروع کیا ہے، لوگوں کے رجحانات، میلانات اور افکار انھیں وسائل کے تابع ہو گئے، ہم جب تک ان وسائل پر تصرف کا حق نہیں حاصل کر لیتے اور ان کو اپنے مقاصد واغراض اور ضرورتوں کے مطابق استعمال کرنے کا اختیار حاصل نہیں کر لیتے ہم اپنی نسل کو اس رنگ میں نہیں رنگ سکتے جو ہمارے دین وعقیدہ، ثقافت اور اس کے مصالح کے مطابق ہو، اس کام کی ذمہ داری مسلم حکومتوں پر عائد ہوتی ہے، اور ان حکومتوں کے وزراء ذرائع ابلاغ براہ راست اس کے ذمہ دار ہیں، یہ وزراء اگر واقعی اس ضرورت کی تکمیل کا جذبہ رکھتے ہوں اور امت مسلمہ کی اصلاح چاہتے ہوں (باقی صفحہ پر)

عالم اسلام

فلسطینی تحریک کا اغوا اور قتل

قاتلوں کے نام اور پتے

نذر الحفیظ ندوی ازہری

اسلامی ملکوں کا یہ عجیب سانحہ ہے کہ آزادی کی تحریک چلانے والے دیندار عناصر ہوتے ہیں جو کسی طرح کی جانی اور مالی قربانیاں دینے سے گریز نہیں کرتے، لیکن جب آزادی کی نعمت سے لطف اندوز ہونے کا وقت آتا ہے تو ملحد وبے دین عناصر آگے بڑھ کر جام ہاتھوں میں لے لیتے ہیں یا پوری تحریک کا اغوا کر کے بڑی بے دردی سے اس کو قتل کر دیتے ہیں، پاکستان، الجزائر، تونس، لیبیا، مصر وشام کے بعد اب تحریک آزادی فلسطین کے ساتھ یہی معاملہ ہوا۔

بڑی طاقتوں نے پانچویں دہائی سے مشرقی ملکوں کو غلام بنانے کے لیے جو طریقے اختیار کیے ہیں ان میں سب سے بے خطر اور محفوظ طریقہ یہی ہے کہ ان حکومتوں اور عوام پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا جائے جو شاہ سے زیادہ ملک کا وفادار ہو۔

عالم عربی کے سربراہوں نے اپنے عوام کے ساتھ جو بدترین سلوک کیا ہے اور اس کا سلسلہ برابر جاری ہے وہ امریکہ وبرطانیہ نہیں کر سکتے تھے۔ مغربی میڈیا نے طے شدہ پالیسی کے مطابق ایسے ہی مطلق العنان حکمرانوں کا پروپیگنڈہ کیا ہے اور انھیں کو عاقل وفرزانہ اور مدبر وقائد قرار دیا ہے اور اپنی خبروں اور تصویروں اور تجزیوں کا موضوع بنایا ہے، ان حکمرانوں کو غیر معمولی پروپیگنڈوں اور تعریفوں سے ایسا ہیرو بنا دیتے ہیں کہ وہ ان سے نکل نہیں سکتے، دوسری طرف اپنی پسند کے آدمیوں کو مشیر اور ماہر فن کی صورت میں ان کے گرد گھیرا ڈال دیتے ہیں۔ جمال عبدالناصر کے مشیر خصوصی حسنین ہیکل کے متعلق یہ بات عام ہو چکی ہے کہ وہ سی آئی اے کے باقاعدہ ایجنٹ تھے، اور ان کی تقریر کے نوٹس امریکی سفارت خانے میں تیار ہوا کرتے تھے۔ صدام کے مشیروں اور مقربین میں طارق حنا عزیز جارجیا کے مہاجر عیسائی ہیں اور کلیسا کے مبلغ ہیں وہ جس طرف چاہتے ہیں صدام کو لیجاتے ہیں، خود صدام کے متعلق امریکی ایجنٹ ہونے کی خبر عرصہ سے مشہور ہے۔

یاسر عرفات کے ساتھ بھی مغربی میڈیا نے وہی کیا جو منصوبہ تھا۔ یعنی ہر حال میں ان کو آگے بڑھانا تاکہ آگے چل کر ان سے وہ کام لیا جائے جو فلسطینیوں کے کٹر دشمن بھی نہیں کر سکتے۔ یاسر عرفات کے خیالات ورجحانات شروع ہی سے ملحدانہ اور قوم پرستانہ رہے ہیں۔ وہ تحریک آزادی فلسطین کو ایک سیکولر تحریک کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم دینی ومذہبی تفریق کے قائل نہیں۔ ہمارے نزدیک فلسطین کی سرزمین پر مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں سب کو ایک ساتھ رواداری کے ساتھ رہنا چاہیے ہم بیت المقدس کی بازیابی کے لیے نہیں لڑ رہے ہیں بلکہ اپنا وطن حاصل کرنے کے لیے جد وجہد کر رہے ہیں۔ چونکہ بڑی طاقتوں نے یاسر عرفات کی سرپرستی قبول کر لی تھی، اس لیے مقبوضہ فلسطین کے دینی عناصر کو احساس ہوا کہ بغیر دینی بنیادوں پر تحریک چلائے ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ حماس اور تحریک انتفاضہ نے خالص دینی جذبہ سے یہ تحریک چلائی، جس نے اسرائیلیوں کی نیند حرام کر دی، اس سے گھبرا کر انھوں نے یاسر عرفات کے ساتھ صلح کو غنیمت جانا کہ اس طرح ہم فلسطینی تحریک کو جڑوں سے ختم کرنے کا وہ کارنامہ انجام دیں گے جس میں ہماری بدنامی نہیں ہوگی، دوسرا بنیادی سبب اس صلح کو اس مرحلہ تک پہونچانے کا یہ ہے کہ اس تحریک کے کرتا دھرتا وہ عیسائی ہیں، جو کلیسا اور موساد دونوں کے خدمت گار ہیں۔ یاسر عرفات کے مشیروں سے لے کر سکریٹری اور بیوی تک کے فرائض انجام دینے والے عیسائی ہیں جو دوہرے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ تحریک آزادی فلسطین کے مرکزی کرداروں کے نام اور کام سے آپ بھی تعارف حاصل کریں۔

۱۔ حنان میخائیل عشراوی:۔ اسرائیل کے ساتھ فلسطینی وفد کی جو گفتگو میڈرڈ میں شروع ہوئی تھی، یہ خاتون اس وفد کی سرکاری ترجمان ہیں۔ حنان عشراوی مقبوضہ فلسطین میں سرگرم پروٹسٹنٹ مسیحی مبلغوں کی تنظیم کی بنیادی رکن ہیں۔ کلیسا کی مخلصانہ خدمت کی وجہ سے ان کو تمغہ بھی مل چکا ہے۔ امریکی حکومت نے ان کو فلسطینی وفد کے سرکاری ترجمان بنائے جانے پر اصرار کیا تھا۔ دوسری طرف حنان عشراوی کے گہرے تعلقات مشہور امریکی یہودی کوہین بلز سے ہیں جن کو امریکی حکومت نے فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے وفود کے درمیان رابطہ اور تنظیم کے لیے مقرر کیا تھا۔

۲۔ نبیل قسیس (پادری):۔ فلسطینی وفد میں گفتگو کی ترتیب وتنظیم اور نگرانی کے لیے اور اگر حیدر عبدالشافی اس وفد سے نکل جائیں تو ان کی جگہ یہ نمائندگی کریں گے۔ حنان عشراوی کے دباؤ پر ان کو فلسطینی وفد میں شامل کیا گیا تھا۔

۳۔ عفیف حنا صافیہ:۔ لندن میں فلسطینی سفارت خانے کے انچارج، کلیسا کے قدیمی خدمت گذار، پاپائے روم کی نگاہ میں صلیب کے ممتاز محافظ۔ ان کی والدہ لاطینی امریکہ میں عیسائی مشنریز کی نگراں مقرر ہیں۔

۴۔ یاسر عرفات کی بیوی: سہیٰ الطویل:۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں یاسر عرفات سے شادی سے قبل بطور سکریٹری اور مشیر کے کام کرتی تھیں۔ پیرس کی سوربون یونیورسٹی کی فارغ ہیں۔ حیفا کے ایک دولت مند مسیحی مبلغ کی لڑکی ہیں، شادی کے بعد سہیٰ نے ایک مصری رسالہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہم لوگ مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے۔ فلسطینی تحریک کے بہت سے نمائندے عیسائی ہیں جو یورپ میں متعین ہیں۔

۵۔ ابراہام صوص:۔ پیرس میں فلسطینی سفارت خانے کے انچارج۔ "میرا یہودی دوست" کتاب کے مصنف، یاسر عرفات کی بیوی سہیٰ کی بہن سے انھوں نے شادی کی ہے، پیرس میں متعدد شراب خانے اور کلب چلاتے ہیں۔

۶۔ زھدی الطرزی: ویٹیکن سٹی کی طرف سے مسیحی تبلیغ کے سلسلہ میں تمغہ حاصل کر چکے ہیں، جنیوا میں فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان غیر رسمی بات چیت ان کی نگرانی میں ہوا کرتی تھی۔

۷۔ اوجین مخلوف:۔ سویڈن میں فلسطینی سفارت خانہ کے انچارج، منصب عیسائی مبلغ، افریقہ میں کلیسا کی طرف سے جو تنظیمیں کام کر رہی ہیں، ان کے سرگرم ممبر ہیں۔ پاپائے روم کے دباؤ پر اوجین کو لبنان کی شہریت دی گئی تھی۔

۸۔ عماد شقور، تحریک آزادی فلسطین کی انقلابی مجلس کے اہم رکن، یاسر عرفات کے سفر وحضر کے ساتھی، اسرائیل کے ساتھ خفیہ گفتگو کے ذمہ دار، متعدد فلسطینی واسرائیلی مشترکہ تجارتی کمپنیوں کے مالک، تحریک فتح کے بعض ارکان نے عماد پر الزام لگایا تھا کہ انھوں نے چھ ملین ڈالر میں گھپلا کیا ہے۔

۹۔ ریمونڈا الطویل:۔ یاسر عرفات کی خوش دامن، پیرس، واشنگٹن اور قدس میں فلسطینی تحریک کی طرف سے پروپیگنڈا کی ذمہ دار ہیں، موساد سے ان کے گہرے روابط ہیں۔

۱۰۔ گریس الحرش:۔ لاطینی امریکہ میں فلسطینی نمائندہ، پاپائے روم نے یاسر عرفات پر دباؤ ڈال کر ان کو لاطینی امریکہ میں سفیر بنوایا تھا۔

۱۱۔ جارج سالم:۔ حنان عشراوی کے حامی امریکی شہری اور امریکی انتظامیہ کے ملازم ہیں، فلسطینی امریکی گفتگو میں فلسطینیوں کی طرف سے کاغذات یہی حضرت تیار کرتے تھے۔

۱۲۔ ایلی صبر:۔ کناڈا میں فلسطینی پناہ گزینوں کے انچارج، فرانسیسی کلیسا کے مبلغ، عبرانی زبان کے ماہر۔

۱۳۔ ریمونڈ صائغ:۔ ترکی میں عربوں، فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان گذشتہ سال ایک ہفتہ تک غیر سرکاری سطح پر جو خفیہ گفتگو ہوئی تھی یہ حضرت اس گفتگو کے انچارج تھے۔ انھوں نے ہی یہ تجویز پیش کی تھی کہ اردنی افواج کو اسرائیلی سرحد سے کم از کم ۲۵ کیلو میٹر دور رکھا جائے۔

۱۴۔ شوقی ارملی:۔ فرانسیسی کلیسا کے مبلغ، بلجیم میں یورپی مشترکہ منڈی میں فلسطینی وفد کے نمائندہ ہیں۔

۱۵۔ رمزی قدری (مسیحی مبلغ) یاسر عرفات کے آفس انچارج۔

۱۶۔ رکیل منصور:۔ فلسطینی وفد کے قانونی مشیر، اسرائیلیوں کے ساتھ خفیہ گفتگو میں یہی حضرت پیش پیش رہتے تھے۔

۱۷۔ رسامی سلمیٰ، مسیحی مبلغ، یاسر عرفات کے دفتر میں فلسطینی تحریک میں کام کرنے والوں کے انچارج، ان کے مشورے سے ملازمین کی تقرری اور تبادلہ کا کام انجام دیا جاتا ہے۔

بقیہ مصائب کی یورش

آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے تو میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں اور مجھکو اپنا فرمانبردار اور ملا مجھ کو نیکوں سے۔

کیا جب ہم اپنے مولا کو اپنا ولی اور کارساز یقین کرکے اس سے لو لگائیں گے مسلمان ہونے کی حالت میں موت اور صالحین کے زمرہ میں شامل ہونے کی التجا کریں گے تو وہ ہم کو آفات اور بلیات سے بچائے گا نہیں؟ آفات و بلیات میں گھر جانے کے بعد اس سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ حضرت یونسؑ کی زبان سے اس طرح ادا کرایا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور بیشک میں قصوروار ہوں۔

ترمذی شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جو مصیبت زدہ بھی یہ دعا کرے گا اللہ تعالی اس کی دعا قبول کرے گا۔ ایک شخص نے سوال کیا۔ اللہ کے رسول یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کیلئے خاص تھی یا عام مسلمانوں کے لئے ہے آپؐ نے فرمایا کیا تم نے اس آیت پر غور نہیں کیا۔

وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔

ہم نے اسے غم سے نجات دے دی (دیکھو) اسی طرح ہم ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں۔

ہم اپنے حال پر غور کریں اگر ہم ایمان میں پکے ہیں اور اپنے خدا پر یقین رکھتے ہوئے اس سے یہ دعا کریں گے تو وہ قبول نہ کرے گا جب کہ وہ خود ہی فرما رہا ہے۔ وکذالک ننجی المومنین۔ مگر افسوس کہ ہم نے مانگنا چھوڑ دیا صرف شکوہ شکایت اور مصیبتوں کے اسباب وعلل کی تلاش اپنا شعار بنالیا ہے پھر نصرت خداوندی کیسے آئے۔ بلائیں کیوں کر دور ہوں ایمان لانے کے بعد بھی، مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے باوجود ہم ہر آن خطرہ میں ہوتے ہیں کہ ہمارا ازلی دشمن ہم کو راہ سے ہٹا نہ دے ضلالت وگمراہی کے غار میں گرا نہ دے کبھی حالات کا بہانہ بنا کر کبھی کوئی اور جال لاکر ہمارے کریم و نکتہ نواز آقا نے ہم کو سکھایا کہ تم ہم سے اسی طرح بھی مانگا کرو کہ ہم تم کو نجات و استقامت کی توفیق بھی تو ہمیں دیتے ہیں فرمایا کہو۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔

خدایا ہمیں سیدھے راستے پر لگا دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ڈانوا ڈول نہ کر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ یقیناً تو ہی ہے کہ تجھ سے بڑا بخشش میں کوئی نہیں۔

اہل باطل اور اہل حق کی کشمکش ازل سے چلی آرہی ہے اہل باطل ہمیشہ اہل حق کے درپے آزار رہے ہیں ہندوستان میں خصوصاً یہی اہل باطل کی کشمکش ہیبتناک فسادات کی شکل میں ظاہر ہوتی رہتی ہے ہمارے آقا نے ہم سے کہا ان حالات میں ہماری طرف اسطرح رجوع کرو اور مانگو۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔

اے ہمارے آقا ہمیں منکروں کے لیے فتنہ نہ بنا دے اور اے ہمارے رب ہمارے قصوروں سے درگذر فرما بیشک تو ہی زبردست اور دانا ہے۔

ہم پیٹ پیٹا کر نوحہ و ماتم کرکے یا کچھ سیاسی بیانات دے کر اور تدابیر اختیار کرکے بیٹھ رہتے ہیں لیکن کیا کبھی تنہائیوں میں بیٹھکر اور دل کی گہرائیوں سے اپنے آقائے حقیقی کو پکارتے ہیں جس نے ان حالات میں مانگنے کا وہ ڈھنگ بتایا ہے جو ابھی گذرا۔ پھر ہماری مدد کیسے ہو۔ یہ دنیا سرائے فانی ہے یہاں کی ہر شے آنی جانی ہے اسی پر ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے مگر عملی زندگی میں ہم اس سرائے فانی کے ساتھ جاودانی کا معاملہ کرتے ہیں اس میں منہمک و مشغول ہوکر اس کی لذتوں میں ڈوب کر اپنے کریم آقا کو بھول جاتے ہیں اور یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ اس نے ہم کو ہوشیار اور متنبہ کیا ہے کہ یہ دنیا جس کی قیمت ہمارے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے اس میں کشش و رعنائی ہم نے اس لیے رکھی ہے کہ دیکھیں تم میں کون اچھا عمل کرتا ہے فرمایا۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔

جو چیز زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کے لیے آرائش بنایا ہے تاکہ لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون اچھے عمل کرنے والا ہے۔

اس تنبیہ کے بعد بھی ہمارا یہ حال ہے کہ سامنے مسجد میں جماعت ہو رہی ہوتی ہے اور ہم اپنے گھر میں بیٹھے ٹیلی ویژن دیکھتے یا ریڈیو سن رہے ہوتے ہیں — حدیث شریف میں آتا ہے کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جایا کرو تاکہ صبح سویرے اٹھو اور نماز پڑھو عشاء کے بعد ادھر ادھر کی باتوں میں نہ لگو اور ہمارا حال یہ ہے کہ رات دیر گئے تک ٹیلی ویژن دیکھتے دیکھتے سوتے ہیں اور صبح دن چڑھے بیدار ہوتے ہیں۔ سوتے وقت دعا اور نماز تو کیا، گناہ کرتے کرتے سوتے ہیں اور گنہگار ہی ہوکر اٹھتے ہیں کہ نماز کی توفیق نہیں ملتی۔ جب ہمارا حال اپنے کریم آقا کے ساتھ یہ ہوگا تو پھر آفتوں اور بلاؤں کا آنا یقینی ہے بعض قوموں پر سوتے ہی میں عذاب آیا کہ رجوع وانابت اور توبہ واستغفار کا بھی موقعہ (اعاذ باللہ) نہ ملا ہمارے اس زمانے میں کثرت سے ایسے واقعات پیش آتے ہیں مگر ہم اس سے سبق نہیں لیتے۔ مہاراشٹرا میں اس وقت جو بھیانک زلزلہ آیا ہے اور گاؤں کے گاؤں الٹ پلٹ ہوگئے ہیں کسی کا کوئی کس بس نہ چل سکا ساری ترقیاں دھری کی دھری رہ گئیں ان اجڑے ہوئے گاؤں اور ان رہنے والوں کی تباہی کا منظر دیکھا نہیں جاتا دل ہل کر رہ جاتا ہے مگر کچھ امدادی کاموں اور تفصیلی رپورٹوں کے بعد وہی غفلت کی چادر تنی رہے گی اور ترقی کا غرور و گھمنڈ اور خدا بیزاری کا نشہ چڑھا رہے گا۔ اپنی اصلاح اور خدا کی طرف رجوع وانابت کی فکر نہیں ہوتی۔ شاید ذہن میں یہ وسوسہ آئے کہ بہت سے صالحین و خوش اطوار لوگ بھی تو اس کا شکار ہوئے ہیں ایسا کیوں ہے اس کا جواب آقا نے خود فرمایا ہے۔ فرماتا ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَۃً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً۔

اور اس فتنہ سے ڈرو جو خصوصیت کے ساتھ انھیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں

صالحین ظالموں کا ہاتھ نہیں پکڑتے ان کی اصلاح و ہدایت کی فکر نہیں کرتے اسلئے وہ گیہوں کے ساتھ گھن کی طرح پس جاتے ہیں اور ایک جگہ زمانہ کو تاریخ ماضی کو بطور ثبوت و شہادت پیش کرتے ہوئے اس طرح فرمایا۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

زمانہ شاہد ہے کہ انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی تلقین کرتے رہے اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

خود نیک و مطیع ہوں اور معاشرہ بگڑا ہوا ہو، ماحول گندہ ہو، اس کی اصلاح کی فکر نہ کریں دعوت وارشاد کا فریضہ انجام نہ دیں تواصی بالحق وتواصی بالصبر کے کام میں نہ لگیں تو آنے والی بلاؤں اور برسنے والی آفتوں اور سزاؤں سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ ہم جب گھر سے نکلتے ہیں تو اپنی عمدہ کار پر بھروسہ ہوتا ہے اپنی جیب میں بھری ہوئی رقم اور وسائل ظاہری پر اعتماد ہوتا ہے لہٰذا کوئی فکر نہیں کرتے حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب گھر سے نکلو تو اپنے کو آقا کی پناہ وامان میں دے کر نکلو۔ کہو

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

اللہ کے نام سے میں نے بھروسہ کیا اللہ پر اور بھلائی اور قوت نہیں ہے مگر اللہ کے لیے

فرمایا یہ بھی دعا کرلو

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَدَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ۔

اے اللہ ہم تم سے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ اور تیری خوشنودی سے کام چاہتے ہیں اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان کردے اور اس کا فاصلہ طے کردے۔ اے اللہ تو سفر میں رفیق اور گھر والوں میں نائب ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ سفر کی مشقت اور ناگوار منظر سے اور مال واہل و اولاد میں بری واپسی سے اور اچھائی کے بعد برائی سے اور مظلوم کی بددعا سے چاہتا ہوں۔

جب ہم خود کو اپنے آقا کے حوالے کرکے اور اس کی حفاظت وامان کے طالب بنکر نکلیں گے تو وہ ہماری حفاظت فرمائے گا۔ حفاظت کے لیے مقرر فرشتے ہماری دیکھ بھال کے لیے موجود رہیں گے ایسا نہ ہوگا تو کسی حادثے کا شکار ہوسکتے ہیں یا واپسی پر کوئی بھی رنج وغم کی بات سن سکتے ہیں۔ — اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو خیر وبرکت سے محرومی رہے گی۔ اللہ کے رسول نے فرمایا جب تم کسی بستی میں داخل ہو تو اسطرح دعا کرلیا کرو تاکہ وہاں کے شر اور فتنہ سے محفوظ رہو اور خیر وبھلائی میں حصہ پاؤ فرمایا کہو

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ حَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا۔

اے اللہ میں تجھ سے اس بستی کی بھلائی اور اس کے اندر کی بھلائی مانگتا ہوں اور تجھ سے اس کے اور اس کے اندر کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ ہماری وہاں کے رہنے والوں کے دلوں میں محبت ڈالدے اور وہاں کے اچھے رہنے والوں کی ہم کو محبت دے

جس نئے ملک یا شہر یا بستی میں انسان داخل ہو رہا ہے وہاں بہت سی کشش و رعنائی کی چیزیں ہوں گی جو اس مسافر کے دل کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہیں خلوص دل سے اس دعا کو پڑھنے سے اس کی حفاظت ہوگی لیکن ہم ایسا کرتے نہیں جس کے برے نتائج و ثمرات ہمارے سامنے آتے ہیں باہر جاکر آدمی بہت سے ان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے جن سے اپنے وطن عزیز میں محفوظ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا اور اپنے اصحاب کو ہدایت فرماتے کہ جب سواری پر سوار ہو تو کہا کرو

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں دیا اور وہ (اگر اس کی قدرت نہ ہوتی) ہمارے قبضہ کی نہ تھی اور ہم اپنے پروردگار ہی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔

سواری چاہے جانور ہو یا لوہے لکڑی کی ہو اس کو ہمارے قبضے میں اللہ ہی نے دیا اس کے بدکنے ٹوٹنے پھوٹنے یا ٹکرانے یا کسی غار — اور دریا میں گرنے سے حفاظت بھی اسی کی طرف سے ہوتی ہے لہٰذا جب وہ بندہ دعا کرے گا تو سواری کو اللہ تعالیٰ کسی حادثہ کا شکار ہونے سے بچائے گا روایات میں آتا ہے آپؐ نے فرمایا آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہو تو کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا۔

اے اللہ میں آپ سے گھر میں داخل اور خارج ہونے کی بہتری مانگتا ہوں ہم اللہ کے نام پر داخل ہوئے اور ہم نے اللہ پر جو ہمارا رب ہے توکل کیا۔

خیر المولج میں خیر وعافیت کے ساتھ داخلہ اور گھر میں خیر وبرکت اولاد اور اہل وعیال کی صلاح وخیر اور نیکی و طاعت شعاری، حفاظت وعافیت سبھی کچھ آتا ہے مگر ہم کو اس کا بہت کم دھیان رہتا ہے جس کے نتیجے میں ہم بڑی خیر سے محروم ہوتے ہیں جو مشاہدہ میں کم آتی ہے اور کبھی کسی بڑے حادثے کا شکار ہوجاتے ہیں جیسے چوری ڈاکہ وغیرہ ذٰلک یا گھر کے ماحول میں انتشار رہتا ہے انسان جب سو رہتا ہے تو اس کے عقل وشعور والے قوی بھی اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں گویا انسان مردہ ہوجاتا ہے اس صورت میں سونیوالا کبھی بھی حادثے کا شکار ہوسکتا ہے کان ناک میں کوئی زہریلا کیڑا چلا جائے سانپ بچھو ڈس لے، دشمن قتل کردے کچھ آسیب وجنون کا اثر ہو۔ آپ نے فرمایا جب سونے لگو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو اس طرح اپنے کو خدا کے حوالے کرکے سویا کرو فرمایا

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔

اے اللہ میں نے اپنا رخ تیری طرف کردیا اور اپنا معاملہ تجھے سپرد کردیا اور اپنی پیٹھ تیری طرف رکھدی تیری رغبت اور خوف سے تیرے سوا کوئی ٹھکانہ اور پناہ نہیں میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا۔

جب بندہ دعا کرکے سوئے گا تو خدا کی حفاظت میں رہے گا پھر جب سو کر بیدار ہوگا تو اپنے کریم آقا کی حمد و پاکی بیان کرے کہ اس نے شر سے محفوظ رکھا پھر نئی زندگی عطا کی کہ سونے کی حالت میں انسان گویا مردہ ہی ہوتا ہے۔۔ لہٰذا کہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔

اس خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد جلایا اور اس کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔

جب صبح کا تڑکا ہوتا ہے تو انسانی زندگی متحرک ہوجاتی ہے چلت پھرت کاروبار کی ہماہمی شروع ہوجاتی ہے آنے جانے میں خطرہ کسی بلا ومصیبت میں پڑ جانے کا خطرہ، کسی گناہ ومعصیت میں مبتلا ہوجانے کا خطرہ۔ فرمایا جب صبح اٹھو اپنے رب سے دعا مانگ لیا کرو

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا الْیَوْمِ فَتْحَہٗ وَنَصْرَہٗ وَنُوْرَہٗ وَبَرَکَتَہٗ وَھُدَاہُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْہِ وَشَرِّ مَا بَعْدَہٗ۔

ہم نے اور ملک نے اللہ کے لیے صبح کی اے اللہ میں تجھ سے اس دن کی خیر وفتح ونصرت ونور وبرکت اور ہدایت مانگتا ہوں اور تیری اس دن کے شر اور اس دن کے بعد کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

جب بندہ اپنے آقا سے اپنا تعلق اس طرح استوار کرے گا تو اس کی طرف سے شر و فتن سے بچانے کا بھی سامان ہوگا یہی دعا شام کو بھی کرے گا جب سورج غروب ہوجائے کہے

اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ فَتْحَھَا وَنُوْرَھَا وَبَرَکَتَھَا وَھُدَاھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا بَعْدَھَا۔

ہم نے اور ملک نے اللہ کے لیے شام کی اے اللہ میں تجھ سے اس رات کی خیر وبرکت وہدایت مانگتا ہوں اور تیری اس رات کے شر اور اس رات کے بعد کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

یہاں ان اہم دعاؤں کا ذکر کیا گیا ہے جو مختلف اوقات میں حفاظت و سلامتی کیلئے مانگی جاتی ہیں حفاظت وسلامتی کی اور بہت سی دعائیں ہیں جن کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ احد الخ) سورۃ الناس (قل اعوذ برب الناس) سورۃ الفلق (قل اعوذ برب الفلق الخ) تینوں سورتوں کو صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھ لیا کرے وہ ہر قسم کی آفت سے محفوظ رہے گا انشاء اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ ہر صبح شام تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے تو اسے کوئی چیز ضرر نہ پہونچائے گی اور کوئی ناگہانی بلا نہ پہونچے گی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ میں آپ کی خدمت میں لگا رہتا تھا اور بکثرت آپ کو یہ دعا کرتے سنتا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ۔

اے میرے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے اور غم سے اور کم ہمتی سے اور کاہلی اور بزدلی سے اور بخیلی اور کنجوسی اور قرض کے بارے اور لوگوں کے دباؤ سے۔

اللہ کے رسولؐ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کے بقاء صحت وعافیت کی دعا مانگتے اور اچانک سزا وگرفت سے پناہ مانگا کرتے تھے، آپ فرماتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِکَ وَمِنْ فُجَاءَۃِ نِقْمَتِکَ

اے میرے اللہ میں آپ کی نعمت کے ختم ہوجانے آپ کی عافیت کے سلب ہوجانے آپ کے اچانک غضب سے اور آپ کے تمام ناراضیوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

ایک دوسری دعا اس طرح فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَدْمِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْھَرَمِ

اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں دب کر گر کر ڈوب کر، جل کر مرنے سے اور بہت زیادہ بڑھاپے سے۔

ہمارا حال یہ ہے کہ نعمت وعافیت کے حصول کے بعد اکڑتے اور اتراتے ہیں اور اس کو اپنی عقل وصلاحیت کا ثمرہ سمجھتے ہیں، اس کی بقا کی دعا کرنا تو الگ رہا شکر بھی ادا نہیں کرتے پھر اگر کوئی آفت آتی ہے تو اس سے بچاؤ کیونکر ہو دعاؤں کا اہتمام اور اس کا ذوق خود رحمت خداوندی کی دلیل ہے حدیث شریف میں آتا ہے آپؐ نے فرمایا۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ

دعا عبادت کا مغز ہے

آقا جب اپنے بندوں کو نوازنا چاہتا ہے تو ان کو دعا کا سلیقہ عطا فرما دیتا ہے اور پھر یہ دعا زندگی کے مسائل سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ بخشتی ہے، اللہ تعالی پر اعتماد بڑھتا ہے اور اس کے ساتھ قوت عمل بھی بیدار ہوتی ہے، دعا ان برے اعمال سے بچنے کے لیے ڈھال کا کام کرتی ہے جو حوادث کا سبب بنتے ہیں لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی امان میں آجائیں۔ اب تک جو کچھ کہا گیا اس میں امن وعافیت طلبی، آفت ناگہانی، بے بسی وبے کسی، بخل وکاہلی سے حفاظت کی طلب وگذارش کا تذکرہ ہے اپنے آقا سے۔

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح اشیاء دواؤں اور غذاؤں کے اثرات ہوتے ہیں اسی طرح اعمال کے بھی اثرات ہوتے ہیں، برے اعمال کے اثرات بے برکتی، گھریلو جھگڑوں و بیماریوں، بلاؤں اور آفتوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور اچھے اعمال کے اثرات خیر وبرکت امن وامان، سکون واطمینان اور توفیق خیر کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر وقت اپنا احتساب کرنا چاہیئے جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ ہم کوئی غلط کام تو نہیں کر رہے ہیں ظلم وزیادتی حق تلفی وقطع رحمی (باہمی تعلقات کو توڑنا) بدخلقی و بداطواری، فحش کاری اور بے حیائی سے اپنے کو بچانا چاہیئے کہ ان سب اعمال کے اثرات آفتوں اور مصیبتوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں

ہیں جس کا ہم اسی زمانہ میں مشاہدہ کر رہے ہیں محبت و بھائی چارگی، دیت و داشت بازی انصاف و سچائی شعائر اسلام کی پاسداری تحریک نعمت و ممنونیت یہ اعمال خیر و برکت صحت و عافیت امن و اطمینان، سکون و راحت بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت کا سامان بنتے ہیں جن سے ہم اس وقت محروم ہیں اسکی روشنی میں ہم کو دیگر مواقع کی جو دعائیں منقول ہیں ان کا اہتمام کرنا چاہیئے کہ یہی مومن کی شان اور ایمان کا تقاضا و مطالبہ ہے اگر ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کے غیبی انتظامات فرمائے گا۔ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں ہیں بطور نمونہ ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں کہ اس مختصر مضمون میں زیادہ کی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت سفینہؓ رومیوں کی لڑائی میں یا کسی دوسرے موقع پر راستہ بھول گئے اتفاق سے ایک شیر سامنے آگیا انھوں نے شیر سے فرمایا میں حضورؐ کا غلام ہوں میں راستہ بھول گیا ہوں، اس کے بعد وہ شیر کتے کی طرح دم ہلاتا ہوا ان کے ساتھ ہولیا جہاں کوئی خطرہ کی بات پیش آتی وہ دوڑ کر اس طرف جاتا اور پلٹ کر پھر ان کے پاس آجاتا اور اسی طرح دم ہلاتا ہوا ساتھ چلتا حتیٰ کہ لشکر تک ان کو پہونچا کر واپس چلا گیا[1]

صالحین اور نیکوکار بندوں کے ساتھ یہ واقعات برابر پیش آتے رہتے ہیں اور اب بھی پیش آتے ہیں ان کا ذکر باعث طوالت ہوگا رب کریم اور زبان نبوت نے جو کچھ فرما دیا ہے اس میں شک کی گنجائش ہی کیا اور تاریخ اس کی شاہد ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے اور ہماری خطاؤں سے درگذر فرما کر زمانے کے شرور و فتن اور آفات و بلیات سے ہماری حفاظت فرمائے خلاصہ یہ کہ خدا کو پکارے بغیر کمزور انسان کا کہیں ٹھکانہ نہیں ذیل کی آیت میں قرآن مجید نے اسی حقیقت کو بیان کیا ہے پڑھیئے قرآن کیا کہتا ہے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ (فرقان)

کہدو کہ اگر تم (خدا کو) نہیں پکارتے تو میرا پروردگار بھی تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

پھر فرماتا ہے۔

اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (البقرہ)

مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا یہ حقیقت ہے کہ آقا خود ہماری فریاد کو کھڑا اپنے کانوں سے سن رہا ہے مومن کے لیے مژدۂ جانفزا ہے[2]

بقیہ شریعت اسلامی

. . . . تم جہاں اس قانون کو چلا سکتے ہو وہاں چلا رہے ہو کہ نہیں؟ تم تو اپنے گھروں میں اس قانون کو نہ چلاؤ اور حکومت سے مطالبہ کرو کہ وہ تمہارے قانون کو چلائے اس کا احترام کرے۔

یہاں سے یہ عہد کر کے جایئے کہ اب قانون شریعت پر آپ چلیں گے، یہ جہیز کی کیا مصیبت ہے؟ لڑکے والوں کی طرف سے مطالبات کی ایک لمبی چوڑی فہرست پیش ہوتی ہے شرائط پیش کئے جاتے ہیں، ان کے پورا نہ ہونے پر یہ معصوم لڑکیاں جلا دی جاتی ہیں ملک میں سیکڑوں واقعات پیش آتے ہیں، کیا اس کائنات کے خالق اور نوع انسانی کے مربی کو (جس کی مخلوق مرد و عورت دونوں ہیں) یہ چیز گوارہ ہو سکتی ہے؟ کیا اس ظلم کے ساتھ کوئی ملک، کوئی معاشرہ پنپ سکتا ہے؟ خدا کی رحمت و نصرت کا مستحق ہو سکتا ہے؟ آپ رحمۃ للعالمین کی امت ہیں، آپ کے ہوتے ہوئے دوسروں کو بھی اس کی ہمت نہیں ہونی چاہیئے تھی، میں نے دہلی ہی کے ایک جلسہ میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

(سورۃ الانفال: ۳۳)

"اور خدا ایسا نہ تھا جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے"

آپ رحمۃ للعالمین کی امت ہیں آپ کے ہوتے ہوئے ہندوستانی سماج میں ہندوستان کے معاشرہ اور سوسائٹی میں یہ ظلم ہو، اس کو عقل قبول کرنے کے لیے تیار نہیں، آپ کے ہوتے ہوئے بھی یہ نہیں ہونا چاہیے تھا چہ جائیکہ آپ کے ہاتھوں ہو، عہد کیجئے کہ آپ اسلامی طریقہ پر، شریفانہ انسانی طریقہ پر شادی کا پیام دیں گے، آپ لڑکی مانگیں گے، اپنے لیے رفیقۂ حیات کی تلاش کریں گے، بیٹے کے لیے پیام دیں گے۔ جہیز کے لیے آپ کے بڑے بڑے مطالبات نہیں ہوں گے کہ ہمیں یہ ملنا

چاہئے وہ ملنا چاہیے، لڑکوں کو اور ان کے وارثوں اور بزرگوں کو اس کا عہد کرنا چاہیئے کہ ہم اپنے یہاں تو کیا ہم اس ملک سے اس رسم کو ختم کر دیں گے۔

ایسے ہی ترکہ شرعی طریقہ پر تقسیم ہونا چاہیئے، نکاح شرعی طریقہ پر ہو، اور طلاق کا مسنون طریقہ معلوم کرنا چاہیئے، مسنون اور افضل طریقہ کیا ہے، پھر اس کے بعد فقہی طلاق جس سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اس کو سمجھنا چاہیئے، یہ بھی جاننا چاہیئے کہ طلاق رجعی کیا ہوتا ہے؟ طلاق بائن مغلظ کیا ہوتا ہے؟ پھر آپ یہ بھی سمجھیں کہ طلاق ابغض المباحات ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جائز ہے لیکن آخری درجہ کی چیز ہے، بڑی مجبوری کی چیز ہے جو اپنے کو حرام چیزوں سے اور زندگی کو تلخ بننے سے بچانے کے لیے بہت مجبوری سے دل پر پتھر رکھ کر اختیار کی جاتی ہے یہ نہیں کہ طلاق ایک فیشن ہو گیا ہے، جو لوگ مسلمانوں کو یہ طعنہ دیتے ہیں اس میں تھوڑی سی ہماری کوتاہی کو بھی دخل ہے جتنا طعنہ دیتے ہیں اتنے کے مستحق تو ہم ہرگز نہیں ہیں[3]

حضرات! اب آپ اس اجلاس سے جو جے پور میں "جامعہ ہدایت" کے سایہ میں ہو رہا ہے، اپنے اپنے مقامات پر واپس جائیں گے ضرورت ہے کہ آپ جامع پیغام ہدایت لے کر جائیں اور یہ اجلاس نہ صرف آپ کے عائلی اور خاندانی دائرہ میں کتاب و سنت اور ہدایت ربانی کے مطابق زندگی گزارنے اہل حقوق کو ان کے حقوق ادا کرنے اور ایک صالح و عادل اور متبع سنت معاشرہ کا نمونہ پیش کرنے کا باعث ہو بلکہ آپ کے ذریعہ آپ کے ہم وطن اور ہم شہر مسلمانوں ہی نہیں بلکہ غیر مسلموں کے سامنے بھی اسلامی عائلی زندگی اور صالح معاشرہ کا ایک ایسا نمونہ سامنے آئے جس سے ان کو نہ صرف اسلام کی تعلیمات کی قدر اور اعتراف ہو بلکہ اس کی طرف کشش اور انجذاب پیدا ہو۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

---

[3] مسلمانوں میں طلاق کی شرح وہ نہیں ہے جو بیان کی جاتی ہے، اس میں مبالغہ اور رنگ آمیزی سے کام لیا جاتا ہے پھر بھی تھوڑی سی بے اعتدالی ضرور ہے۔

اس سے بڑھکر اور کیا میرے لیے انعام ہے
آپ خود سنتے ہیں اگر جو مرا پیغام ہے[2]

---

[1] مسلمانوں کی پریشانی کا حقیقی علاج (بحوالہ مشکوٰۃ) مولانا حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث۔

[2] علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

بقیہ ایک گراں قدر مکتوب

عزیزی رابع صاحب اور عزیزی واضح صاحب نے جو میری خاطر مدارات کی اور جو آرام پہونچایا ان سب کا شکر گزار ہوں، برادرم سعید الرحمن صاحب ندوی اور دوسرے ندوی عزیزوں کو سلام کہیں۔

آپ کا قدیم رفیق
محمد ناظم ندوی

تازہ قلم

استانبول میں ہم نے محسوس کیا کہ آپ کی اشتہا بہت کم ہو گئی ہے برائے نام آپ "لقیمات یقمن صلبی" پر عمل کرتے تھے یہ کیفیت ہم سب کے لیے باعث تشویش تھی امید ہے امریکہ سے واپسی کے بعد یہ کیفیت یعنی عدم اشتہا کی کیفیت جاتی رہی ہوگی۔ لندن و امریکہ کے سفر میں آپ کی تقریروں کے ریکارڈ سننے کی تمنا ہے۔ لندن و امریکہ کے سفر کے بعد آپ کا سفر حجاز کتنے دنوں تک رہا اور کب واپسی ہوئی۔

۱۲ روز کے بعد جب کراچی آیا تو ایسا محسوس ہوا کہ ۱۲ دنوں تک فاقے کے بعد کھانا کھا رہا ہوں۔ اپنے وطن کے کھانے کی کیا بات ہے؟ کھاتے ہی طاقت و نشاط محسوس کی۔

استانبول میں طیران گاہ تک محترم علی نار رخصت کرنے آئے اور دوسرے شامی نوجوان خالد حسن ابو تائب بھی اندرون طیران گاہ تک آئے، یہ پشاور میں کسی ادارہ سے منسلک ہیں، مع اہل و عیال مقیم ہیں۔ عربی زبان کے اچھے قادر الکلام شاعر ہیں، جہاد افغانستان پر جس قدر عربی، فارسی، پشتو وغیرہ میں قصیدے کہے گئے ہیں ان کے منظوم ترجمے کر رہے ہیں زبان پر خوب قدرت ہے۔ میرا دیوان انھوں نے بالاستیعاب پڑھا۔

آپ کے سفرنامے کا انتظار رہے گا۔ پرسوں مدثر میاں کے فون سے معلوم ہوا کہ ان کے والد جناب توسل حسین صاحب کا دہلی آتے ہوئے راستہ میں انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، صالح دیندار شخصیت تھی۔

آپ کا مخلص قدیم رفیق معترف
محمد ناظم ندوی

ضروری اعلان

تعمیر حیات ۳۰ سال سے ایک سائز پر نکل رہا ہے، اس کی اشاعت بھی الحمد للہ روز افزوں ہے، بہت سے قارئین کی تجویز تھی کہ اس کا سائز چھوٹا کر دیا جائے تاکہ اس کے فائل زیادہ جگہ نہ لیں اور آسانی سے جلدیں بندھ سکیں، الماریوں میں رکھنے کے لیے بڑے خانے نہ بنانے پڑیں۔ لیکن اس تجویز کے ساتھ بعض دوستوں کی رائے یہ ہوئی کہ اسی حجم اور سائز کو باقی رکھا جائے کیونکہ آنکھیں اس کی عادی ہو چکی ہیں، بلکہ ڈاک سے جو اس کا پیکٹ آتا ہے اس سے اس درجہ مانوس ہو چکی ہیں کہ مقررہ تاریخ پر اس طرح کا پیکٹ نظر نہیں آتا تو نگاہ کو جستجو رہتی ہے۔

بہر حال دونوں رائیں ہمدردوں، مخلصوں اور احباب کی تھیں لیکن اعلان کے بعد اکثر قارئین نے ۳۲ صفحات $\frac{23 \times 36}{8}$ کے اس سائز کو جس کی تصویر آپ کے سامنے ہے پسند فرمایا ان شاء اللہ دو چار اشاعتوں کے بعد اس کے جدید پیکٹ سے آپ مانوس ہو جائیں گے۔ (ادارہ)

مغربی میڈیا اور اس کے اثرات

(پانچویں قسط)

نذر الحفیظ ندوی ازہری

ہمارے سامنے امریکی سینما، ڈرامے، ریڈیو، اخبارات، ٹی وی کمپنیوں اور اشتہاری ایجنسیوں، پبلشنگ اداروں اور اخبارات ورسائل وکتب فروشوں کے متعلق جو تازہ ترین معلومات ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام اداروں اور حساس مراکز پر نوے فیصدی یہودیوں کا غلبہ ہے، سرمایکاروں اور کارکنوں دونوں حیثیتوں سے۔ ہالی ووڈ جو فلم سازی کا سب سے بڑا مرکز ہے اور پوری دنیا میں وہیں سے فلمیں برآمد کی جاتی ہیں۔ ان فلموں کے موضوعات سے قطع نظر۔ تمام سنیما کمپنیوں کے مالک یہودی ہیں، مثال کے طور پر مندرجہ ذیل کمپنیوں کے مالک یہودی ہیں۔

سنیما کمپنیوں کا نام	یہودی مالک کا نام
۱۔ فوکس کمپنی	ولیم فوکس
۲۔ گولڈن کمپنی	سویل گولڈن
۳۔ میٹرو کمپنی	موئس مایر
۴۔ وارنر برادرز لینڈ کمپنی	ہاری وارنر
۵۔ پیراماؤنٹ کمپنی	ڈکنس

ان مندرجہ بالا کمپنیوں میں مکالمہ نگار، اداکار، کیمرہ مین، مونتاج، ڈائرکٹرز وغیرہ سب کے سب یہودی ہیں، یہودیوں کی اس اجارہ داری کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے انڈی پنڈنٹ کرسچین نیوز کے ایڈیٹر نے ۱۹۳۶ء میں لکھا تھا کہ امریکی سینما کی صنعت پر یہودی بلاشرکت غیرے مالک ہیں اس صنعت میں کام کرنے والے سب کے سب یہودی ہیں یا ان کے ساختہ پرداختہ لوگ ہیں۔ ان یہودی فلم ساز کمپنیوں کی فلمیں نہ صرف مشرق وسطی کے ملکوں میں بلکہ پوری دنیا میں سپلائی کی جاتی ہیں۔

فورڈ نے یہودیوں کی زیر نگرانی بنائی جانے والی فلموں کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فنکاری، جذبات کی عکاسی اور سماجی مشکلات ومسائل کی تصویر کشی سے ان فلموں کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا بلکہ وہاں تو اس کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ سولہ سال سے لیکر اٹھارہ سال کے نوجوانوں کے دل ودماغ کو کس طرح برباد کیا جائے، اس لیے سارا زور شہوانی جذبات کو بھڑکانے اور امریکی سماج کی اخلاقی قدروں کے خلاف بغاوت پر ہوتا ہے۔ فورڈ آگے لکھتا ہے کہ پہلا بنیادی نصب العین زیادہ سے زیادہ مالی منافع کا حصول، اس کے بعد غیر یہودیوں کی تباہی وبربادی کا سامان فراہم کرنا ہے، فورڈ لکھتا ہے کہ یہودی شاطروں نے اپنی صنعت کو فروغ دینے کے لیے سینما کے اداروں کو خوب استعمال کیا۔ یہ یہودی کرتے یہ ہیں کہ فلم سازی سے پہلے فیشن کی وہ چیزیں تیار کرتے ہیں جن کو معاشرے میں فروغ دینے کا ان کا منصوبہ ہوتا ہے تاکہ فلم دیکھنے والے اداکاروں کے فیشن اور طرز زندگی کے مطابق مارکیٹ سے مطلوبہ اشیا خریدیں۔ اس طرح نہ صرف امریکی سماج بلکہ پورا انسانی معاشرہ یہودیوں کے چشم وابرو پر چلنے کے لیے اپنے کو مجبور پاتا ہے اور ان یہودی اداکاروں کے فیشن اور طرز زندگی کو اختیار کرنے ہی کو وقت کا سب سے بڑا تقاضا سمجھتا ہے۔

امریکی فلموں میں کام کرنے والے مشہور یہودی اداکار مردوں اور عورتوں میں سے چند کے نام اس طرح ہیں۔ میل بروکسی، ووڈی ایلن، بوب ہوپ، جیری موکس، فرانک سیناٹرا، بیلی وائلڈ، نیل سائمن، کیرنیز، یکی رونی، جاک بینن، کیرک ڈگلس، ٹونی کیرٹس، گیری گرانٹ، جاک نیکلوس، بن عاذر، والٹر میتھو، جارج سیگل، بیرٹ رینولڈ، جین ہوکین، جیمس کین، آسٹن ہوف مین، رچرڈ ڈیرس، رچرڈ بنجامن، وڈی اسٹائیگر۔

خواتین میں الزبتھ ٹیلر، آن بنیکرفٹ، باربرا سٹرائسنڈ، میری میکر، سوزان انساک، بسیلی کیلرمین، وڈین کینن، ڈین کینٹن، گرالڈ مین، جیلن وغیرہ ان کے علاوہ کم از کم پچاس مزید یہودی اداکاروں کے نام فلمی دنیا میں مشہور ہیں۔

ڈرامہ اور فلم سازی کے بعد جب ٹیلی ویژن اور اس کی کمپنیاں وجود میں آئیں تو یہاں بھی یہودی ساہوکار سب سے آگے رہے، اس وقت امریکہ کی تمام ٹی وی کمپنیوں پر یہودیوں کی اجارہ داری ہے پوری ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سات سوسے کچھ گیارہ سو تک ٹی وی چینل ہیں جو اے، بی، سی، سی، بی، ایس اور سی، این، ای اور این، بی، ایس کے ماتحت ہیں اور ان کمپنیوں کے مالک یہودی ہیں۔

اے، بی، سی۔	لیونارڈ جانسن	(یہودی)
سی، بی، ایس۔	ولیم پیلے	〃
این، بی، سی،	الفرڈ سلورمین	〃
سی، این، این۔	نیوہاؤس فیملی	〃

ان ٹی وی کمپنیوں کے علاوہ ٹی وی سیریز تیار کرنے والی دو بڑی امریکی کمپنیاں "کینن" اور "ای، ٹی، وی" ہیں جو پوری دنیا میں ٹی وی سیریز تیار کرکے سپلائی کرتی ہیں، ان دونوں کمپنیوں کی صرف مشرق وسطی کے ملکوں میں بیالیس برانچیں ہیں۔ ان تمام برانچوں کے ذریعہ وہ بلو فلمیں پرائیوٹ اور عوامی سنیما ہالوں کو فراہم کی جاتی ہیں جن کی تیاری امریکہ لندن اور پیرس میں ہوتی ہے۔

رندم ہاؤس کا امریکہ ہی نہیں تین براعظم تک اس کی مطبوعات کا دائرہ پھیلا ہوا ہے، کوئی ایسی تصنیف جو یہودیوں کے خلاف ہو امریکہ، برطانیہ اور فرانس سے اس وقت تک شائع نہیں ہوسکتی جب تک رندم ہاؤس کے ماتحت کام کرنے والے پبلشنگ ادارے اجازت نہ دے دیں۔ مشہور فرانسیسی مفکر جارودی کی کتابیں اسلام لانے سے پہلے شائع کرنے کے لیے نشر واشاعت کے ادارے مسابقت کرتے تھے لیکن جب انھوں نے صہیونیت کے خلاف کتاب لکھی تو غیر یہودی ادارے تک ان کو چھاپنے کے لیے تیار نہیں، حد یہ ہے کہ جارودی کی دیگر تصنیفات بھی اپنے یہاں فروخت کرنے سے عالمی سطح کے مکتبات نے انکار کردیا۔ رندم ہاؤس کے علاوہ دس بڑے پبلشنگ ادارے اور چودہ ایڈورٹائزنگ کمپنیاں یہودیوں کی ملکیت ہیں، اخبارات، ٹی وی سنیما میں اشتہارات بنانے اور نشر کرنے کا کام یہودی ایجنسیاں کرتی ہیں (ان اشتہارات کے نمونے ہم آئندہ سطور میں پیش کریں گے) جہاں تک امریکی اخبارات ورسائل پر یہودی اجارہ داری کا تعلق ہے تو حالیہ جائزے کے مطابق امریکہ کے مشہور یہودی ساہوکار نیوہاؤس گروپ اٹھائیس امریکی روزناموں اور بیس مشہور عالم ہفت روزہ رسالوں کا مالک ہے، اس کے علاوہ (C.N.N) جیسے مشہور عالم ٹی وی کمپنی اور ایک سو دس ریڈیو اسٹیشنوں پر اس خاندان کی اجارہ داری ہے مشہور اخبارات میں نیویارک ٹائمز، واشنگٹن پوسٹ، نیویارک پوسٹ، وال اسٹریٹ جرنل، نیوز ویک، ٹائم، پلے بوائے، بزنس ویک، شکاگو ٹائمز، شکاگو سن ٹائمز، ایوننگ نیوز، نیویارک میگزین اور ریڈرز ڈائجسٹ پر رابرٹ مردوخ، ولیم ہیرسٹ، نیوہاؤس، ایڈولف اوچ اور تھامس ڈائمن (گروپ) جیسے یہودی ساہوکاروں کا قبضہ ہے، ان تمام اخبارات میں ۹۰ فیصد کارکن یہودی ہیں۔ ان اخبارات کو پوری دنیا میں تقسیم کرنے کی جو سترہ سو ایجنسیاں ہیں ان میں نصف پر یہودی قابض ہیں مجموعی طور پر پورے امریکہ میں ایک سو چالیس ٹی وی چینل یہودی ملکیت میں ہیں دوسری طرف روزانہ پینسٹھ ملین سے زائد امریکی روزناموں کی کاپیاں تقسیم ہوتی ہیں ان میں ۶۲ ملین کے مالک بھی یہودی ہیں۔ جبکہ امریکہ میں یہودیوں کی آبادی کا تناسب صرف ۲۱۹ فیصد ہے۔

لیکن خود امریکہ کی اکثریت اس یہودی میڈیا کے بارے میں کیا خیالات رکھتی ہے اور اس کا ردعمل اور تاثر کیا ہے یہ ہمیں مشہور روزنامہ لاس انجیلز ٹائمس کے ایک سروے سے معلوم ہوتا ہے جو چند ماہ پہلے اس کی طرف سے کرایا گیا تھا۔

۴۰ فیصد امریکی اپنے میڈیا پر اعتماد نہیں کرتے

۶۷ فیصد امریکی اپنے میڈیا پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ اپنے مالکوں کے نقطۂ نظر کی حمایت کرتا ہے۔

۴۵ فیصد امریکیوں کا کہنا ہے کہ اخبارات ورسائل کی سرخیوں اور خبروں کے درمیان کوئی مطابقت نہیں ہوتی۔

۶۵ فیصد امریکیوں کا کہنا ہے کہ امریکی میڈیا دولت مندوں اور اصحاب اثر ونفوذ کی حمایت کرتا ہے اس میں خود امریکی حکومت بھی شامل ہے۔

۶۵ فیصد امریکیوں کا کہنا ہے کہ امریکی ذرائع ابلاغ کی سرخیاں حد سے زیادہ اشتعال انگیز ہوتی ہیں۔

۵۲ فیصد کا کہنا ہے کہ امریکی میڈیا کی خبروں میں عدم توازن اور جانبداری پائی جاتی ہے۔

۴۲ فیصد کا کہنا ہے کہ امریکی ذرائع ابلاغ کی خبریں فرضی اور من گھڑت ہوتی ہیں۔

۶۲ فیصد امریکی فحاشی اور عریانی سے متعلق

باقی ص۱۵ پر

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● اردن کے شاہ حسین نے خلیجی جنگ کے زمانہ میں عراق کے ساتھ اپنی ہمدردیاں وابستہ کرنے اور دیگر عرب ملکوں کو ناراض کرنے کے سلسلے میں خلیجی ملکوں سے معافی چاہی ہے۔

● پاکستان میں اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں تعاون سے متعلق کمیٹی کا اجلاس ہوا، اجلاس میں ممبر ملکوں کے درمیان ٹیکنالوجی کی منتقلی کے لیے قواعد وضوابط کی منظوری دی گئی۔

● برطانیہ کے شہر برمنگھم میں ایک اسکول کے مسلمان طلبہ کو نماز ادا کرنے سے روک دیا گیا حالانکہ مسلمان طلبہ کی اکثریت ہے وہاں کے مسلمانوں نے اس پر سخت احتجاج کیا ہے اور اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مغرب کے سیکولر اور جمہوری معاشرے کی اصل تصویر یہ ہے جو بظاہر روشن خیال اور اقلیتوں کے حقوق کا پرچار کرتے ہیں لیکن اندر سے انتہائی تنگ نظری کا ثبوت دیتے ہیں مسلمانوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق زندگی گذارنے کے تمام مواقع فراہم کرے۔

● پاکستان نے آٹھ ملکوں میں سفارت خانہ اور سات ملکوں میں اطلاعات کے مراکز بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ حکومت کی کفایت شعاری مہم کے تحت ہوا ہے اس فیصلے سے ہر سال ملک کو دس کروڑ روپئے کی بچت ہوگی۔

● برونائی (دارالسلام) کے مسلمانوں میں اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے ایک اسلامی ریڈیو اسٹیشن برونائی سے آئندہ سال اپنی نشریات کا آغاز کرے گا، مذہبی پروگرام کی ترتیب کے لیے ایک کمیٹی بنادی گئی ہے اس کا انکشاف وہاں کے نائب وزیر اعظم ڈاکٹر عبدالحمید عثمان نے کیا ہے۔

● پاکستان کے ضلع سیالکوٹ میں ایک سو بیس افراد کے ایک کنبے نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوگیا ہے۔

● انڈونیشیا اپنا پہلا ایٹمی پاور پلانٹ جاوا کے جزیرے میں لگانے کا فیصلہ کیا ہے یہ پاور پلانٹ ۷۰۰ میگاواٹ کی طاقت کا ہوگا یہ منصوبہ ۲۰۰۳ء تک مکمل ہوجائے گا۔

● اسرائیلی لیبر پارٹی کے سکریٹری جنرل کے بیان کے مطابق فلسطینیوں کو ہم اقتدار اور سیکورٹی بنائے رکھنے کے لیے ہر چیز دیں گے لیکن انھیں اپنی الگ فلسطینی فوج بنانے نہیں دیں گے۔

● نیویارک کے ریڈیو نے مسلمانوں کی دینی وثقافتی پروگرام پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ نیویارک میں اس وقت ایک سو آٹھ اسلامی مراکز دعوت تہذیب وثقافت کی خدمات انجام دے رہے ہیں، واضح رہے کہ نیویارک کی مسلم آبادی اس وقت نصف ملین سے زائد ہے۔

● اردن کے شاہ حسین نے کہا ہے کہ اسرائیل کے خلاف عرب ملکوں کی طرف سے لگائی گئی پابندیوں کو ہٹانا خودکشی کے مرادف ہوگا، انھوں نے مزید کہا کہ مغربی ایشیا میں قیام امن کے لیے ضرورت ہے کہ اس میں ایران کو بھی شامل کیا جائے۔

● پی۔ ایل۔ او کے سربراہ یاسر عرفات نے مصری ٹیلی ویژن کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ وہ دن دور نہیں جب فلسطینی پرچم یروشلم کی دیواروں، میناروں اور گرجوں پر لہرائے گا فی الحال غزہ پٹی اور اریحا میں پرچم کا لہرانا ایک زبردست کامیابی ہے۔

● جاپان کے شہر ٹوکیو میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس کا موضوع تھا "صحت وتندرستی پر عقیدے کے نفسیاتی اثرات" اس اجلاس میں پوری دنیا کے روحانی ڈاکٹروں کے علاوہ مسلم اطبا نے بھی غیر معمولی تعداد میں شرکت کی اور مریضوں کی جلد شفایابی میں اسلامی عقیدے کے اثرات کے موضوع پر مقالے پڑھے جو غیر مسلموں میں کافی حد تک مقبول رہے۔

● امریکی حکومت نے کہا ہے کہ تنظیم آزادی فلسطین (پی۔ ایل۔ او) کو امریکہ میں اپنا سفارتی مشن کھولنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

> ● ۲۲ اکتوبر کو مولانا علی میاں مدظلہ ازبکستان روانہ ہوگئے۔ اس سفر میں مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، مولانا محمد ناصر علی ندوی اور مولانا سید سلمان حسینی ندوی شامل ہیں۔

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س:۔ ایک شخص کا کہنا ہے کہ چودھویں صدی میں کسی کی کوئی دعا نہیں قبول ہوگی؟

ج:۔ مذکورہ قول بے بنیاد ہے، شرعاً غلط ہے شریعت میں چودھویں صدی کی کوئی خصوصی ہدایت نہیں ہے۔

س:۔ نکاح کے موقع پر مرد کو سسرال کی طرف سے سونے کی انگوٹھی دی جاتی ہے کیا اسے نوشہ پہن سکتا ہے؟

ج:۔ سونے کی انگوٹھی مردوں کے لیے حرام ہے لہذا نوشہ اسے نہیں پہن سکتا ہے۔

س:۔ بعض لوگ نگ دار انگوٹھی پہنتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ فلاں پتھر میری زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے؟

ج:۔ پتھر انسان کی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے ہیں، شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔

س:۔ جمعہ کی دوسری اذان کب سے شروع ہوئی؟

ج:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے تک جمعہ کی ایک ہی اذان ہوتی تھی۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب مدینہ منورہ کی آبادی بڑھ گئی تو آپ نے ایک اور اذان کو جاری فرمایا اس کے بعد آج تک سب کا عمل اسی کے مطابق ہے۔

س:۔ کیا مریض کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟

ج:۔ ہاں، حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کے لیے جاؤ تو اس سے کہو کہ تمہارے لیے دعا کرے اس لیے کہ (قبولیت میں) اس کی دعا فرشتوں کی دعا جیسی ہے۔ (احمد، ابن ماجہ)

س:۔ بہت سی عورتیں بیوٹی پارلر میں بال کٹواتی ہیں کیا شرعاً یہ جائز ہے؟

ج:۔ عورتوں کو زینت کے طور پر بال کٹوانا درست نہیں ہے، ایسی عورتوں پر لعنت وارد ہے، اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔

س:۔ ایک غیر مسلم سلام کرتا ہے تو اس کا جواب دیا جائے یا نہیں؟

ج:۔ غیر مسلم کے جواب میں وعلیکم السلام کے بجائے السلام علی من اتبع الہدی (سلامتی اس پر جو ہدایت قبول کرے) کہنا چاہیے۔

س:۔ عورتوں اور مرد کی نماز کے طریقہ میں کیا کوئی فرق ہے؟

ج:۔ چونکہ عورتوں میں ستر کا لحاظ کیا گیا ہے اس لیے عورتوں کی نماز میں کچھ فرق ہے مثلاً تکبیر تحریمہ میں رفع یدین سینہ تک کریں گی، اور مرد کان کی لو تک رفع یدین کریں گے، عورتیں سجدہ کے وقت پیٹ ران سے ملاکر سجدہ کریں گی، مرد ایسا نہیں کریں گے، عورتیں قعدہ میں تورک (نیچے کے حصہ کے بل بیٹھا) کریں گی۔ مرد ایک پیر کھڑا رکھیں گے دوسرا پیر بچھاکر بیٹھیں گے۔

بقیہ مغربی میڈیا

خبروں اور تصویروں اور کہانیوں کو ناپسند کرتے ہیں۔

۵۳ فیصد امریکی خبریں سی۔ بی۔ ایس، این بی۔ سی اور اے۔ بی۔ سی سے حاصل کرتے ہیں۔

۵۱ فیصد امریکی روزناموں سے خبریں حاصل کرتے ہیں۔

۱۸ فیصد سی۔ این۔ این سے خبریں حاصل کرتے ہیں۔

۱۰ فیصد ریڈیو سے اور ۳۰ فیصد مقامی ٹی وی سے خبریں حاصل کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

بقیہ اسلامی ثقافت

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو پھر ان کے لیے مناسب تجویز یہ ہے کہ مخلص اور غیور اصحاب علم وفضل کی ایک کمیٹی تشکیل دیں جو ایسے مسائل میں غور وخوض کے بعد فیصلہ کرے، اور ذرائع ابلاغ کو اپنے فیصلہ پر چلائے، جدید صورتحال وذرائع کو تعاون پیش کرے، اور یہ وزارتیں بھی امت کے آئندہ مصالح کا بھرپور خیال رکھیں۔

Regd. No. LW/NP56

Office : 385518
Princl.: 72336
G.House: 73864

TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW (India) 226007

نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ کی بہترین دوا

لیبل پر ڈرگ لائسنس نمبر U-18/77 اور
کیپ سول پر مارکہ ضرور دیکھیں
انڈین کیمیکل کمپنی کی کہیں کوئی برانچ نہیں ہے
دھوکہ نہ کھائیں۔ مئو کا بنا اصلی نورانی تیل
مئو کا پتہ دیکھ کر خریدیں۔

INDIAN CHEMICAL MAU, N.B. 275101

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش
سونے چاندی کے زیورات کے لیے ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں۔ حاجی محمد فہیم خاں۔ محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

فون نمبر: - ۲۶۷۹۱۰ .... 267910.

اظہار احمد اینڈ سنس
پرفیومرس
چوک۔ لکھنؤ
عطر حنا | عطر شمامہ

IZHAR AHMAD & SONS
PERFUMERS
TRADE MARK
CHOWK-LUCKNOW
226003

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف
صندل سے تیار کردہ خوشبودار
عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے
روغنیات و عرق کیوڑہ۔
عرق گلاب و دیگر عرقیات
کی
ایک قابلِ اعتماد دوکان۔ ایک
مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا
موقع دیں۔
خط و کتابت کا پتہ

اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس
چوک لکھنؤ

عربی | اردو | ہندی | اور انگریزی | کی کمپوزنگ | بذریعہ کمپیوٹر

اعلیٰ اور معیاری طباعت کا ایک اہم
مرکز
آزاد پرنٹنگ پریس
فون: ۲۳۳۶۸۵
۳۷ مجیب بلڈنگ نظیر آباد لکھنؤ

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات کے
وابستہ نام — سلیمان عثمان
شیریں رواج شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
Fax: 009122-8341635 Telex: 011-79341 BARI IN

غزل
خلیل پرتاپ گڑھی

مزہ آتا کہاں سے گلستاں کا
بہاروں میں رہا کھٹکا خزاں کا
نہ کام آئی مری عشرت پسندی
بھروسہ کر لیا کس پاسباں کا
زباں بھی اپنی پابندِ قفس ہے
سناؤں حال کیا دردِ نہاں کا
گیا وہ لوٹ کر ہم بیٹھے بیٹھے
سبق دیتے رہے امن و اماں کا
حوادث اپنی کثرت پر ہیں نازاں
خدا حافظ ہے اب اس گلستاں کا
بہت ڈھونڈو گے میرے نقشِ پا کو
کہا پورا ہوا اس کی زباں کا
رہیں احبابِ گلشن اب سنبھل کر
ہے برہم چپہ چپہ گلستاں کا
کوئی درد آشنا ایسا بھی ڈھونڈو
سمیٹے درد جو دل میں جہاں کا
جہاں غفلت میں پڑ کر سو گئے ہم
لٹا سامان اپنے کارواں کا
خلیل اب راہ اپنی خود نکالو
پڑا ہے وقت مشکل امتحاں کا

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے آزاد پریس لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے لیے شائع کیا